امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72 | مورخہ ۳ رشعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۷ رمارچ ۲۰۲۲ء بروز سوموار | شمارہ نمبر 10

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، یادوں کے چراغ
- الزام سے پہلے فرد کی اصلاح کیجئے
- روس اور یوکرین تنازع......
- پردہ تقویٰ کا لباس، عزت کا تحفہ......
- اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
- بچوں کی ولادت کے بعد کرنے کے کام
- اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

موجودہ حالات میں علماء کی ذمہ داری

حضرت مولانا سید نظام الدین امیر شریعت سادسؒ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ

آج الحاد، بے دینی، فحاشی اور عریانیت بڑھتی جارہی ہے اور مختلف طریقوں سے وہ برائیاں جو پورے معاشرے میں پھیل جاتی ہیں اس کو جواز کا حکم دے دیا جارہا ہے، بے پردگی، بے حیائی، مخلوط تعلیم، جنسی تعلیم اور بہت سی صورتیں ایسی ہیں جب پھیل جاتی ہیں تو بڑے چھوٹے سب مبتلا ہو جاتے ہیں، اس لئے اس ابتلاء عام کے زمانے میں ہماری ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ ایک طرف تو تحقیقی کام آپ کررہے ہیں، یہ بھی ضروری ہے لیکن ایک طرف جہاں آپ اداروں سے منسلک ہیں، جہاں آپ مدارس میں ہیں، جہاں جماعتوں میں ہیں، جہاں خود آپ کا اپنا مقام ہے، اپنے اپنے مقام پر گویا آپ مرجع ہیں، آپ عوام کے رہنما ہیں، پیشوا ہیں، اس لئے ان کے اندر چار صفات کا ہونا ضروری ہے، پہلی صفت "استقامت علی الحق" ہے، دوسری صفت ہے "استغناء عن الخلق" خلق سے وہ مستغنی ہو، صرف ان کے مالیات سے نہیں صرف ان کے نذرانے سے نہیں، بلکہ مدح سرائی سے بھی بے نیاز ہو، کون ہمارے حق کی بات کی تعریف کرتا ہے اور کون ہمارے حق بات کی مذمت کرتا ہے اس سے بے نیاز ہونا چاہئے، یہ استغناء کی صفت ہمارے اکابر میں تھی، ہم نے خود دیکھا ہے، تیسری صفت "داعیانہ کردار" ہے، آپ جہاں بھی ہوں آپ داعی ہیں اسلام کے، آپ کا لباس، آپ کی وضع قطع، آپ کے مدرسوں کا رنگ، آپ کے طلبہ یہ سب ایک پیغام ہوں لوگوں کے لئے، مثالی نمونہ ہوں کہ اسلام ایسے ہی انسان پیدا کرتا ہے، ایسے ہی کردار سازی کرتا ہے تو اس طرح سے ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اس چیز پر اپنے داعیانہ کردار کو بھی فراموش نہ کریں کہ آپ ہم حامل علوم نبوت کے وارث ہیں، اس کے حامل ہیں، اس کو پھیلانا، اس کو عوام تک پہنچانا، ان کی اصلاح کی ذمہ داری ہم پر ہے، اگر وہ گمراہ ہوتے ہیں، اگر وہ خرافات میں مبتلا ہوتے ہیں تو ہم اس کے جواب دہ ہوں گے، اگر ہم اس کو دیکھتے ہوئے خاموش رہتے ہیں تو ہم اپنی ذمہ داری سے راہ فرار اختیار کررہے ہیں، آپ اس سے متعلق حدیث سن چکے ہیں: من رأى منكم منكرا فليغيره بيده الخ (مسلم) منکر کو مٹانا، معروف کو پھیلانا ہماری ذمہ داری ہے۔

چوتھی صفت ہے "عالمانہ وقار": عالمانہ وقار آپ کے اندر ہونا چاہئے، عامیانہ نہیں، لوگ آپ کو اپنی خواہشات کی طرف لے جائیں، ایسا نہ ہو، بلکہ آپ لوگوں کی خواہشات کو دین کی طرف موڑیں، لیکن بہت سی جگہ مدرسوں میں اب جو جلسے ہوتے ہیں تو عوام کی خواہش کے مطابق ہوتے ہیں، نعت خوانوں کا ایک گروہ ہوتا ہے، چندہ کرنے والے مقررین کی تقریروں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے، اصل فائدہ مدرسے کے جلسہ کا ہونا چاہئے وہ حقیقی کام وہ نہیں ہو پاتا، اس کے لئے مزاج بنانے کی ضرورت ہے، جب ہمارے علماء کا مزاج عالمانہ وقار بن جائے گا تو وہ عوام کو اپنی رائے کی طرف موڑیں گے اور بتائیں گے، ہونا کیا چاہئے اور کس طرح ہو، اس کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھیں گے، میں اس کی بہت مثالیں دیتا ہوں، میں نے حضرت تھانوی، حضرت مولانا مدنی، حضرت مولانا زکریا صاحب کو دیکھا اور بھی بہت سے بزرگوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، اس لئے میں کہتا ہوں کہ ہم کو ان کے راستے سے ہٹنا نہیں چاہئے، ہم جس قدر اپنے اکابر اور اسلاف کے راستے پر قائم رہیں گے، اتنا ہی زیادہ ہم عوام کو دین پر قائم رکھ پائیں گے۔

یہ بڑے فتنہ کا دور ہے، قدم قدم پر فتنہ ہے، اب دیکھئے پچاس فیصد عورتوں کو پنچایت الیکشن میں کھڑے ہونے کی اجازت ہے، اب پنچایت الیکشن میں مکھیا کی پوسٹ پر عورتیں آرہی ہیں، عورتوں کی آزادی، عورتوں کو با اختیار بنانا، حقوق نسواں کا نعرہ لگایا جارہا ہے، یہ سب الحاد اور بے دینی کی فضا ہے، یہ سب عمل میں لایا جارہا ہے، دیکھتے دیکھتے یہ سب چیزیں مزید پھیل جائیں گی، ہمارے پاس لوگ مسئلہ پوچھنے کے لئے آتے ہیں، کیا کریں؟ مکھیا تھے، علاقے میں ہمارا نام تھا، اب یہ سیٹ عورت کے نام پر ہوگئی، ہم اپنی بیوی کو مکھیا کی سیٹ پر کھڑی کرسکتے ہیں یا نہیں، عورت مکھیا کا الیکشن لڑ سکتی ہے یا نہیں، مکھیا بن سکتی ہے یا نہیں، اب یہ مسائل آپ کے سامنے آئیں گے، وہ گرگرام میں، یعنی کارپوریشن میں چیئرمین ہوسکتی ہے یا نہیں؟ مقصد یہ ہے کہ معاشرہ میں ایسی بہت سی باتیں گھر کرتی چلی جاتی ہیں، جو ہم کو اسلاف کے راستے سے ہٹاتی ہیں، ہمیں یاد ہوگا، ایک لڑکی کی عصمت دری ہوئی، چاروں طرف سے صدا بلند ہوئی کہ موت کی سزا دینا چاہئے، پھانسی دینا چاہئے، اور کل تک کیا تھا کہ اسلام میں سزائیں بڑی بے رحمی کی سزا ہے لیکن آج وہی لوگ اور میڈیا اور وہ سیاست داں جو کل تک اسلامی سزاؤں کو، اس کی تعزیرات کو برا بھلا کہتے تھے آج اس سے بڑھ کر مطالبہ کررہے ہیں۔

اسلام نے تو رجم کی سزا، زنا کی سزا ایسی شرائط رکھی ہیں، کہ ان کو پورا کرنا ہی مشکل ہے، اور تاریخ میں مشکل سے ہی سنگساری کی مثالیں ملتی ہیں، اس لئے کہ چار یعنی شاہدین اور وہ بھی مرد ہونا ضروری ہے، دوسری قوموں نے ان سزاؤں کا سرے سے مطالعہ ہی نہیں کیا، لیکن احتجاجات کئے گئے کہ آج زنا کی دو قسمیں پائی جارہی ہیں: ایک زنا بالجبر اور ایک زنا بالرضا، زنا بالجبر تو قابل سزا جرم ہے اور زنا بالرضا قابل سزا جرم نہیں، غور فرمائیے، یہ سوسائٹی انسانوں کی باقی رہے گی؟ ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے، اسی طریقے سے انہوں نے شراب کی دو قسمیں رکھیں: ایک قانونی شراب، اور ایک غیر قانونی شراب، لوگ بغیر لائسنس کے جو شراب بناتے ہیں وہ دکان کھولتے ہیں وہ غیر قانونی ہے، اور حکومت جن کو شراب بنانے یا بیچنے کا لائسنس دیتی ہے وہ قانونی شراب ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، نتیجہ یہ کہ بہت سے جاہل مسلمان محض پیسے کی آمدنی کے لئے بہت سی جگہوں پر لائسنس لے کر شراب کی دوکانیں کھول رہے ہیں، شراب کو حکومت کی آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور اس کی قسمیں کی جارہی ہیں، اخبارات میں، یہ سارے مسائل ایسے ہیں جن پر ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو واقف کرائیں کہ حقیقت میں یہ چیزیں قوم کو کہاں لے جائیں گی۔

ہم جس جمہوری حکومت میں رہتے ہیں وہاں ہم کو اپنی رائے دینے کا حق ہے، اور وہاں ہم اپنے عقلی دلائل دے سکتے ہیں، منطق اور علم کلام پڑھنے کو کام میں لانا ہے، یہ موقع ہے کہ ہم اپنے علم کلام کے ذریعہ سے اسے جاری کریں کہ شراب کی دو قسمیں نہیں ہوسکتی، بلکہ یہ ایک ہی قسم ہے جو انسانی زندگی کو برباد اور تباہ کردیتی ہے۔

آج دیکھئے تمباکو کے خلاف قانون بنایا جارہا ہے، تمباکو صحت کے لئے کتنا، تمباکو تو ایک آدمی کو نقصان پہنچاتا ہے جو پیتا ہے اور شراب تو پورے معاشرے کو برباد کرتی ہے، ایک شخص شراب پی کر اپنے بوڑھے ماں باپ کو پیٹتا ہے، شراب پی کر اپنی بیوی بچوں پر غصہ نکالتا ہے، چوری، قتل، آبروریزی وغیرہ، پورے معاشرے کے لئے ناسور کی حیثیت ہے، اس کی ضرورت ہے کہ ہمیں ایسے مسائل پر غور کرکے ایسے مضامین ہم کو سامنے لانا چاہئے جس کو حکومت کے سامنے بھی پیش کیا جاسکے، ہمیں حق ہے، یہاں دستور ہمیں پوری طرح سے اس کا حق دیتا ہے کہ ہم اپنی بات کہہ سکیں، یہ الگ بات ہے کہ ہم اس طرح سے نہ کہیں، بلکہ اس طرح سے کہیں کہ یہ عقل کے خلاف ہے، جس طرح اب یہ قانون آیا کہ ہم جنس کی شادی، یعنی مرد کی شادی مرد کے ساتھ اور عورت کی شادی عورت کے ساتھ، اب غور فرمائے، اس میں کیا معقولیت ہے؟ یہ فیصلے سپریم کورٹ کے جج کریں، تعلیم یافتہ لوگ کریں اور ہم اس کا کوئی جواب نہ دیں، ہمیں معقولیت کے ساتھ اس کا جواب دینا چاہئے اور ان زبانوں میں اس کو شائع کرنا چاہئے جو زبانیں آج بھی جاتی ہیں، یا ان اصطلاحات کے ساتھ کہنا چاہئے کہ جو اصطلاحات رائج ہیں اور قانون بنانے والے ان کا استعمال کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس ملک کے اندر اسلام کو باقی رکھنے کا فیصلہ کرلیا ہے، سوال یہ ہے کہ ہم اس میں شامل ہوتے ہیں یا نہیں، اللہ تعالیٰ جن لوگوں کے ذریعہ سے اس ملک میں اسلام کو زندہ رکھے گا ہم اس جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا نہیں، اس جماعت میں شامل ہونے کے لئے ہمارے اندر قربانی کا جذبہ ہونا چاہئے، اللہ کا بھیجا ہوا یہ دین رحمت سب کے لئے رحمت بن جائے اور یہ اسلام بازاروں میں، پارلیمنٹ میں، اور مختلف فکر میں چلتا پھرتا نظر آئے۔

میں کیا کہوں، ہمارے مسلم سماج میں شادیوں کا جو رنگ ڈھنگ نظر آنے لگا ہے اس نے ہمیں شرمندہ کردیا ہے، ورنہ اسلام میں جو شادی کا مقام ہے، آپ اس کو نکاح کے خطبہ میں بیان کیجئے، غیر مسلم کا مجمع ہو تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں جو عزت عورت کو ہے وہ دنیا کے کسی مذہب میں نہیں، اسلام میں جو طریقہ شادی بیاہ کا ہے وہ سب سے زیادہ آسان ہے، ہم تلک اور جہیز سے جتنے نالاں ہیں دوسری قومیں اس سے زیادہ نالاں ہیں، ہم اسلامی معاشرہ کے لئے اپنی قوم کو جب تیار کریں گے تو یاد رکھیں کہ صالح مسلم معاشرہ کی ہی نہیں تعمیر و تشکیل ہوگی، بلکہ انسانی معاشرہ کی تعمیر و تشکیل ہوگی، ایمانداری آئے گی، آج بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا لیڈر گھوٹالہ کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتا ہے، اگر ہم ایمانداری والی سیاست لائیں، ہم بتائیں کہ سیاست کیا ہے؟ ہم بتائیں کہ تجارت کیا ہے، سرکاری عہدوں پر قائم رہ کر کس طرح سے نظم وضبط کو قائم کیا جاتا ہے، کیا ایمانداری اس میں ہونی چاہئے؟ اگر ہم یہ ذمہ داری لیں اور مجلسوں میں اپنے داعیانہ کردار کو ثابت کریں تو سمجھئے کہ بہت جلد ہی انقلاب آئے گا، دنیا منتظر ہے، دنیا بداخلاقی اور روحانی زوال سے تنگ آچکی ہے اور ظلم و تشدد سے دنیا کافی پریشان ہے، ایسے میں آپ امن کا، انصاف کا، انسانی مساوات کا پیغام لے کر کے دنیا میں جاسکتے ہیں، اور ایسی مثالیں اپنے اعمال اور اخلاق سے پیش کرسکتے ہیں جس کی دنیا منتظر ہے اور دنیا اس کی تقلید کرنے کے لئے تیار ہے، اور اگر ہم کتاب اللہ، سنت رسول اللہ کے مطابق اپنی زندگیوں کو، اپنی اولادوں کی زندگیوں کو، اپنے تلامذہ کو سنوار دیں اور جماعت تیار کردیں اسلام پر عمل کرنے والوں کی تو ان شاء اللہ عظیم روحانی اور اخلاقی انقلاب اس ملک میں آئے گا، اللہ ہم اور آپ کو نیک توفیق عطا فرمائے۔

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

بری عادتوں سے بچو

''اے ایمان والو! بدگمانی سے بچو، کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہوتے ہیں اور ٹوہ میں نہ پڑا کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو، کیا تم میں سے کسی کو یہ بات اچھی لگے گی کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، جس سے تم نفرت کرتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والے، بڑے مہربان ہیں'' (سورہ حجرات، آیت:۱۲)

وضاحت: اس سورہ میں رب کائنات نے اخلاقی اور خوشگوار سماجی زندگی گذرنے کے کچھ آداب واصول بیان فرمائے ہیں اور اس میں ایک نصیحت یہ کی کہ اے مسلمانو! کسی کے بارے میں بدگمان مت ہوا کرو، کیونکہ اکثر وبیشتر بدگمانی ہی سے اختلاف پیدا ہوتے ہیں پھر جھگڑے لڑائی تک نوبت جا پہونچتی ہے، آپ نے کسی کو کسی سے چپکے چپکے بات کرتے دیکھا بس بدگمانی قائم کرلی کہ ضرور یہ کوئی سازش کررہا ہے یا سمجھ لیا کہ میرے ہی متعلق گفتگو کررہا ہے، بس دل میں ٹھان لیا کہ یہ ہمارا بدخواہ ہے، اب یہیں سے تعلقات میں ناہمواری آنی شروع ہوگئی اور بسا اوقات جھگڑے تک کی نوبت آپہونچی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسلمانو! بدگمانی سے بچو، جب تک کسی بات کا مکمل یقین نہ ہو جائے کوئی غلط رائے قائم نہ کرو، مومن کا دل آئینہ کی مانند صاف وشفاف ہونا چاہئے، قرآن مجید میں آگے فرمایا گیا کہ کسی کی ٹوہ میں نہ پڑو یعنی کسی کی کمزوریاں تلاش نہ کرو، کوئی عیب نہ ڈھونڈو، چھپ کر کسی کی بات سننا انتہائی شرمناک عادت ہے، بعض لوگوں میں خواہ مخواہ عیب جوئی کی عادت ہوتی ہے، بلاضرورت کسی کے حسب ونسب کو معلوم کرنے میں لگا رہنا، ذرائع آمدنی کی جستجو کرنا، پڑوسی کے گھر میں کیا پکا ہے، یہ سب ایسی بری عادت ہے جس سے بعض وقت آدمی خود ہی ذلیل ہو جاتا ہے، لوگوں کی نگاہ میں بے وقعت بن جاتا ہے، البتہ غیر انسانی حرکات وسکنات اور جرائم وکرائم کی تحقیقات کے لئے معاملہ کی تہہ تک پہونچنا اور نیک وبد میں امتیاز کرنا، جس کے نتیجہ میں مجرم کو سزا دی جاسکتی ہو، اس سے مستثنیٰ ہے، تجسس سے باز رہنے کی تعلیم عام حالات میں ہے کہ کسی کے متعلق خواہ مخواہ کھوج کرید ناپسندیدہ عمل ہے، آیت شریفہ میں غیبت وچغل خوری کرنے سے منع کیا گیا ہے کہ غیبت نہ کرو، غیبت سے مراد یہ ہے کہ جس شخص میں کوئی جسمانی یا اخلاقی عیب اور ایسی بات ہو جس کا ظاہر ہونا اسے پسند نہ ہو اس کا دوسروں سے ذکر کیا جائے، یہ بھی گناہ ہے اس کی شناعت وبرائی اس مثال سے واضح ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمائی ہے کہ یہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کی طرح ہے جیسے مردہ کو اس بات کی خبر نہیں ہوتی کہ کون اس کا گوشت کھا رہا ہے، اسی طرح جس شخص کی غیبت کی جاتی ہے، اسے معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے بارے میں کیا کہا جارہا ہے، البتہ کسی شخص کو ظلم سے بچانے کے لئے غیبت کرنا یا ظالم کے ظلم کے خلاف فریاد کرنا جائز ہے، اسی طرح جو شخص علی الاعلان کسی برائی کا ارتکاب کرتا ہو اور اس کو اس پر کوئی ندامت اور شرمندگی نہ ہو تو اس کی اس کمزوری کو بیان کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں (آسان تفسیر) مگر بلاضرورت غیبت کرنا بہت بڑا گناہ ہے، جس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔

چھوٹوں پر شفقت کرو

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی کو بوسہ لیا، اس وقت حضرت اقرع بن حابس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے، انہوں نے کہا کہ میرے دس بچے ہیں، لیکن میں ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں لیتا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف تیز نظروں سے دیکھا اور ارشاد فرمایا: "من لایرحم لایرحم'' جو چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا (ریاض الصالحین، حدیث:۲۲۵)

مطلب: بچوں کے ساتھ پیار ومحبت سے پیش آنا بہت بڑی نیکی اور بڑے اجر وثواب کا عمل ہے، ایسے لوگ جنت کے ایک مخصوص دروازہ جس کا نام باب الفرح (خوشی کا دروازہ) ہے اسی سے داخل ہوں گے، کیونکہ دنیاوی زندگی میں بچوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرنے سے بچوں کی ذہنی وفکری نشو ونماء میں صالحیت اور نورانیت پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں ان کے اندر بھی خیر وبھلائی کے جذبے کے پروان چڑھتے ہیں، انہیں بنیادوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جامع اصول یہ بیان فرمایا کہ بڑے چھوٹوں کے ساتھ شفقت ومحبت سے پیش آئیں اور چھوٹے بڑوں کا ادب واحترام کریں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود ایسا کرکے دکھلایا کہ ہر بچے کو شفقت بھری نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے اور ان سے پیار ومحبت فرماتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ لیا تو وہاں پر موجود ایک صحابی رسول کو تعجب ہوا اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول مجھے تو دس بچے ہیں، لیکن میں کسی کو بوسہ نہیں لیتا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیز نظروں سے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اس پر رحمت خداوندی کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، چونکہ اسلام سے پہلے اولاد کے حقوق کو سماجی زندگی میں تسلیم نہیں کیا جاتا تھا، والدین کو اولاد پر غیر معمولی اختیارات حاصل تھے، انہیں اختیارات میں اولاد کو زندہ رکھنے یا مار ڈالنے کا بھی باپ کو اختیار تھا، جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوئے تو آپ نے جہاں اور لوگوں کے حقوق وفرائض بتلائے وہیں اولاد کے حقوق بھی بتلائے اور والدین کو ان کے حقوق پورا کرنے کی ہدایت فرمائی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ جو لڑکیوں کو باعث ننگ وعار سمجھتے تھے، اب وہی لوگ لڑکیوں کی پیدائش کو عزت وسربلندی اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا وسیلہ سمجھنے لگے، مگر اب افسوس یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کی یہ قبیح رسم دوبارہ ہمارے گھروں میں عود کررہی ہے لوگ لڑکی کی پیدائش کو ایک بوجھ محسوس کرنے لگے ہیں اس کی پیدائش پر گھر میں خوشی کے بجائے افسردگی اور غمی کا احساس پایا جاتا ہے، عہد جاہلیت میں نومولود بچی کو زندہ درگور کردیا جاتا تھا اور اب سائنسی آلات کے ذریعہ معلوم کرکے مادر شکم میں مار دیا جاتا ہے، یہ بھی قتل اولاد کے زمرے میں آتا ہے جو کہ مومنانہ شان کے قطعی خلاف ہے، اسلئے ہر مومن بندہ کو اس طرح کے گھناؤنے حرکت سے بچنا چاہئے اور اولاد کی نعمت کو عطیہ خداوندی تصور کرکے اس کی پرورش وپرداخت کرنے چاہئے اور لڑکا و لڑکی دونوں کے ساتھ مساویانہ سلوک رکھنے چاہئے، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

کیا مردے کی روح شب جمعہ اور شب برات میں گھر واپس آتی ہے:

س: بہت سے لوگوں کا خصوصاً عورتوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مردہ کی روح جمعہ کی رات اور شب برات میں گھر واپس آتی ہے، اس لئے شب برات میں گھروں کو صاف ستھرا کیا جاتا ہے، اگربتیاں جلائی جاتی ہیں، چراغاں کیا جاتا ہے، کیا قرآن وحدیث سے مردے کی روح کی واپسی کا عقیدہ رکھنا درست ہے؟

ج: مرنے کے بعد نافرمان لوگوں کی روحیں ساتویں زمین میں سجین میں ہوتی ہیں اور نیک لوگوں کی روحیں ساتویں آسمان پر علیین میں ہوتی ہیں: "كَلَّا إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ. كَلَّا إِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ" (سورة المطففین:۷،۱۸) روی ناس عن ابن عباس قال: ان ارواح الفجار واعمالهم لفی سجین" (الجامع لاحکام القرآن:۱۹/۲۵۷) قوله تعالیٰ: (كَلَّا إِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ)... قال الضحاک ومجاهد وقتادة یعنی السماء السابعة فيها ارواح المومنين" (الجامع لاحکام القرآن: ۱۹/۲۶۲) اور حضرات شہداء کرام کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں عرش الٰہی سے معلق قندیلوں میں آرام کرتی ہیں اور جنت میں آزادی کے ساتھ چرتی پھرتی ہیں: قال علیه الصلوة والسلام ارواحهم فی جوف طیر خضر لها قنادیل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حیث شاء ت" (صحیح لمسلم:۴۸۸۵، باب فی بیان ارواح الشهداء فی الجنة وانهم احياء عند ربهم يرزقون" (كتاب الامارة:۲/۱۳۵)

ان روحوں کا اپنے اپنے مقامات سے دنیا کی جانب واپس آنا قرآن کریم اور صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ قرآن وحدیث سے جو چیز ثابت ہے وہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد روح عالم برزخ سے دنیا کی جانب لوٹ کر نہیں آتی ہے، چنانچہ سورۃ الانبیاء میں ہے: "وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ" (سورة الانبیاء:۹۵) مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ہلاک شدہ قوموں اور لوگوں کے لئے یہ بات قطعی طور پر طے ہے کہ وہ قیامت تک دنیا میں واپس نہیں آئیں گے: "قال ابن عباس رضی الله عنهما وجب یعنی قد قدر ان اهل کل قریة اهلکوا انهم لایرجعون الی الدنیا قبل یوم القیامة" (تفسیر ابن کثیر:۴/۶۲۶) اور آیت کریمہ "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ" (آل عمران:۱۶۹) کی تشریح میں حضرات مفسرین فرماتے ہیں کہ شہیدوں کی روحیں جو سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں آزادی کے ساتھ جنت میں اڑتی پھرتی ہیں، عرش کے نیچے لٹکتی ہیں، قندیلوں پر آرام کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں کچھ اور چاہئے؟ جواب ملتا ہے: اے اللہ! ہمیں اور کیا چاہئے؟ آپ نے ہمیں وہ نعمتیں عطا کی ہیں جو کسی کو نہیں دی ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کچھ مانگو، تب عرض کرتی ہیں کہ ہمیں دنیا میں واپس بھیجا جائے، تاکہ آپ کی راہ میں لڑکر پھر شہید ہوں اور شہادت کا لطف اٹھائیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (تمہارا مطالبہ پورا نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ) میں نے طے کردیا ہے کہ دنیا کی طرف دوبارہ نہیں جانا ہے: "انه قد سبق منی انهم الیها لایرجعون" (الجامع لاحکام القرآن:۴/۲۷۸، تفسیر ابن کثیر:۱/۲۶۸) مذکورہ تفصیل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جمعہ کی رات ہو یا شعبان کی کوئی رات کسی دن بھی مردہ کی روح گھر واپس نہیں آتی ہے، روحوں کی گھر واپسی کا عقیدہ بالکل صحیح نہیں ہے، اس کی اصلاح ضروری ہے۔

کیا مردہ کی روح دنیا میں کسی آدمی پر آسکتی ہے

س: ایک لڑکی جس پر آسیبی اثر ہوتا ہے جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تو کون ہے؟ تو اس خاتون کا نام بتاتی ہے جس کا انتقال کچھ دنوں پہلے ہوچکا ہوتا ہے، وہ یہ بھی بتاتی ہے کہ ہم اسی گھر میں یا اس کے آس پاس درختوں پر رہتے ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا مرنے کے بعد روح دنیا میں کسی پر آسکتی ہے؟

ج: مرنے کے بعد روح علیین یا سجین میں پہونچادی جاتی ہے، وہاں سے اسے دنیا میں نہیں بھیجا جاتا، لہذا کوئی لڑکی اثر کے نتیجے میں اگر کسی مردہ خاتون کا نام بتاتی ہے تو وہ اس مردہ خاتون کی روح نہیں ہوتی، بلکہ اسے جنات وغیرہ کا اثر سمجھنا چاہئے اور یہ خیال کہ مردہ کی روح آتی ہے اور ادھر ادھر بھٹکتی ہے صحیح نہیں ہے۔

شب برات میں آتش بازی اور پٹاخے

س: شب برات کے موقع پر بہت سے لوگ آتش بازی کرتے اور پٹاخے چھوڑتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے؟

ج: آتش بازی اور پٹاخے بازی میں کئی اخلاقی اور راور شرعی خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے یہ شرعاً ناجائز وحرام ہے: (۱) ہندو بھائیوں کے تہوار دیوالی کی نقل ہے، جس طرح برادران وطن دیوالی میں آتش بازی کرتے ہیں اور پٹاخے چھوڑتے ہیں اسی طرح مسلمان بھی شب برات میں کرتے ہیں، جبکہ غیروں کے مذہبی رسم اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: "من تشبه بقوم فهو منهم" جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے (ابوداؤد، کتاب اللباس:۴/۵۵۹) (۲) لاکھوں روپے آگ کی نذر ہوجاتے ہیں، مال کا ضیاع ہے، فضول خرچی ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے: "ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین" (فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں) سورۃ الاسراء:۲۷) (۳) دل آزاری ہے: بہت سے لوگ بیمار ہوتے ہیں یا تھکے ماندے ہوتے ہیں انہیں آرام کی سخت ضرورت ہوتی ہے، بہت سے لوگ عبادت میں مصروف ہوتے ہیں، پٹاخے کی تیز آواز سے ان کے آرام وعبادت میں غیر معمولی خلل واقع ہوتا ہے، سخت دلی تکلیف ہوتی ہے، وہ بہت کرب اور بے چینی سے رات گذارتے ہیں اس طرح کسی کو تکلیف پہونچانا شرعاً ناجائز وحرام ہے۔ ۴- فضائی آلودگی اور جان ومال کے نقصان کا سبب ہے، بعض دفعہ آگ لگ جاتی ہے جس میں بہت سے مکانات جل جاتے ہیں اور جانیں بھی جاتی ہیں، جس سے کافی نقصان ہوتا ہے۔ ۵- بدعت ہے، کتاب وسنت صحابہ کرام تابعین وتبع تابعین سے ثابت نہیں ہے، کیونکہ شب برات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ، تابعین وتبع تابعین کے زمانہ میں بھی آئی اور بار بار آئی، لیکن کبھی کسی نے نہ تو پٹاخہ چھوڑا، نہ آتش بازی کی، نہ حلوہ پکایا اور نہ ان چیزوں کے کرنے کی تعلیم دی، یہ سب غلط رسم اور بدعت وخرافات پر مبنی شیطانی اعمال ہیں، اسلامی تعلیمات اور اس کے مزاج کے خلاف ہے، خدا کی ناراضگی کا سبب ہے، لہذا ہر صاحب ایمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی ان چیزوں سے بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 62/72 شمارہ نمبر 10 مورخہ ۳؍شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۷؍مارچ ۲۰۲۲ء روز سوموار

عورتوں کے لئے تعلیم کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو پیدا کیا، اور مرد وعورت کی تخلیق کی، توالد وتناسل کا سلسلہ جاری کیا اور ہر دو صنف (مرد وعورت) کو اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ کے حصول کے یکساں مواقع عطا فرمائے اور اپنے جود وکرم، بخشش وعطا میں کوئی تفریق نہیں کی اور دونوں کے لئے تعلیم کو ضروری قرار دیا، یہی وجہ ہے کہ عہد نبویؐ میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی تعلیم کے حصول میں کوشاں رہتی تھیں اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی کمی کا انھیں احساس ہوتا تو دربار رسالت میں استفسار کرتیں اور تعلیم وتعلم کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیتیں۔ بخاری شریف کی ایک حدیث ہے جس کے راوی حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں، نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عورتوں کا ایک وفد آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مرد علم حاصل کرنے میں ہم سے آگے بڑھ گئے؛ اس لیے آپؐ ہمارے لیے کوئی دن مخصوص فرمادیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کا وعدہ فرمایا، اس دن آپ عورتوں کو نصیحت فرماتے، احکام الٰہی کی تعلیم دیتے، پھر عورتیں موقع بہ موقع حاضر ہوکر استفسارات کرتیں اور اپنے اشکالات دور کیا کرتیں، مؤرخین اور سیرت نگاروں نے بہت ساری صحابیات کا تذکرہ کیا ہے، جن کا علم وفضل مسلّم تھا، خود ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بڑی عالمہ، فاضلہ اور فقہ وفتاویٰ میں مجتہدانہ درک رکھتی تھیں، ان کی مرویات کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے، کثرت روایت میں پورے ذخیرہ حدیث میں آپ کا نمبر چوتھا ہے، عمر رضا کحالہ نے اعلام النساء کی پانچ ضخیم جلدوں میں خواتین کے علمی مقام اور ان کی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ سلطان محمد تغلق ۱۳۲۴ھ تا ۱۳۵۱ھ کے عہد میں مقریزی کی روایت ہے کہ تعلیم اس قدر عام تھی کہ کنیزیں تک حافظ قرآن اور عالم ہوتی تھیں۔

اور دور کیوں جایئے ماضی قریب میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی والدہ خیر النساء بہتر اور بہن امۃ اللہ تسنیم کے علم وفضل کو دیکھئے، شعر وشاعری، حدیث وقرآن کا اتنا اچھا علم، بہت سارے ان مردوں کو بھی نہیں ہے، جنھوں نے اسلامی جامعات میں تعلیم حاصل کی ہیں۔

اس طرح عورتوں کا تعلیم حاصل کرنا اسلامی بھی ہے اور اسلاف کی روایات کے عین مطابق بھی، لیکن یہاں یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ انھیں کیا پڑھایا جائے؟ اور کس طرح پڑھایا جائے، کیا پڑھایا جائے کہ اس کا جواب یہ ہے کہ انھیں دینیات، تہذیب نفس اور تدبیر منزل کی تعلیم تو لازماً دینی چاہئے، دینیات سے انھیں معاشرت، معاملات اور عبادات میں اسلامی طریقہ کار کا پتہ چلے گا، تہذیب نفس کی تعلیم سے ان میں اخلاق حسنہ پیدا ہوں گے اور تدبیر منزل سے واقفیت انھیں خانگی امور کے بحسن وخوبی انجام دینے میں معاون ہوگی، اس طرح وہ گھر کی چہار دیواری میں رہ کر بھی اپنے خاندان کی نگہداشت بچوں کی تعلیم وتربیت اور صالح معاشرہ کی تشکیل میں اپنی حصہ داری ادا کرسکیں گی۔

ان کے علاوہ کچھ علوم تو وہ ہیں جن کی ضرورت عورتوں کو پڑتی ہے مثلاً طب ومیڈیکل سائنس ایسے علوم کا حاصل کرنا عورتوں کے لیے لازمی تو نہیں لیکن مستحسن ہے اس لیے کہ عورتوں میں میڈیکل سائنس کی تعلیم ہونے سے عورتیں اپنے امراض کے لیے زیادہ ان سے رجوع ہوں گی اور یہ مردوں کے ذریعہ تشخیص کرانے سے ان کے حق میں زیادہ بہتر ہے۔

بعض علوم ایسے ہیں جو عورتوں کے لیے زوائد کے درجہ میں ہیں، جیسے انجینئرنگ، پولیٹیکل سائنس وغیرہ ان علوم کی سماج کو ضرورت ہے، لیکن عورتوں کے ان علوم کے نہ پڑھنے سے سماج میں کوئی پریشانی نہیں پیدا ہوتی بلکہ مرد کا ان علوم کا پڑھنا اور سماجی ضروریات کی تکمیل کرنا کافی ہے۔

کس طرح پڑھایا جائے، کا جواب یہ ہے کہ ان کے مخصوص تعلیمی ادارے ہوں، جہاں مرد وعورت کے اختلاط کا کسی درجہ میں امکان نہ ہو، آمد ورفت میں پردہ کا معقول نظم ہو اور اس پر سختی سے عمل کیا جائے۔

آج سارا بگاڑ مخلوط تعلیم اور بے پردہ آمد ورفت کی وجہ سے پیدا ہوگیا ہے، عصری درسگاہوں میں پڑھنے والی لڑکیوں نے اپنا حجاب اتار پھینکا ہے، اور مغرب کی فیشن پرستی نے انھیں اتنا بے لگام کردیا ہے کہ ہر چیز میں انھیں مردوں کی نقالی کی عادت سی پڑ گئی ہے، وہ خاتون خانہ کے بجائے سبھا کی پری ہونے میں فخر محسوس کرتی ہیں، اکبر الٰہ آبادی نے اسی صوت حال کو سامنے رکھ کر کہا تھا:

تعلیم عورتوں کی ضروری تو ہے مگر — خاتون خانہ ہوں، وہ سبھا کی پری نہ ہوں

آج جب کہ مدارس، اسکول اور جامعات کی بہتات ہے، مسلمانوں کے ایسے کئی تعلیمی ادارے وجود میں آگئے ہیں، جن میں لڑکیوں کی تعلیم کا نظم اسلامی اصول کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے، اب لڑکیاں عالمہ، فاضلہ بھی بن رہی ہیں، اور عصری علوم میں دسترس بھی رکھ رہی ہیں۔

اس دور میں جبکہ ہر طرف لادینی، مذہب بیزاری اور مادّیت کا غلبہ ہے، اور فضاؤں میں یہ افکار اس طرح رچ بس گئے ہیں کہ ہر وقت فضائی آلودگی کی طرح ان سے دل ودماغ کے متاثر ہونے کا خطرہ رہتا ہے، تعلیم نسواں کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ اہم ان کی عفت وپاکدامنی کی حفاظت ہے، ایسے میں ہمیں تعلیم نسواں کے سارے نظام کو از سر نو ترتیب دینا ہوگا جس سے لادینی اور اخلاقی انارکی پر بند باندھا جاسکے، ایک نئی حکمت عملی اپنانی ہوگی جس سے ان کے سماجی شعور میں بیداری پیدا ہو اور انھیں اسلامی خدوخال کے موافق تبدیلی قبول کرنے پر آمادہ کیا جاسکے۔ ان کے اندر خدا پرستی کا جذبہ پیدا ہو، اور مادّیت کے اس دور میں وہ خود بھی روحانی قدروں کو اپنائیں اور یہ صفت اگلی نسلوں تک منتقل کرسکیں۔ اگر ہم تعلیم نسواں کے میدان میں اپنے جدوجہد سے ایسا کرنے میں کامیاب ہوگئے تو سمجھئے کہ ہم نے آئندہ نسلوں تک دین کو اس کی اپنی اصلی شکل وصورت میں منتقل کرنے کا سامان کردیا۔ اور ایک بڑی ذمہ داری سے ہم عہدہ برآ ہوسکے۔

سماج کو ٹوٹنے سے بچایئے

اس وقت ہمارا معاشرہ مختلف طرح کے سماجی مسائل سے دوچار ہے، کہیں آپسی انتشار وانارکی بلکہ اخلاقی گراوٹ کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے تو کہیں افراتفری اور بدامنی کا شکار ہے، ہر سطح پر خودغرضی، رشوت خوری اور دھوکہ دھڑی کا منحوس سایہ چھایا ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے ان میں عداوتیں اور دشمنیاں پرورش پارہی ہیں، الفت ومحبت کے جذبات مفقود ہوتے جارہے ہیں، مساوات اور مواسات کے مقدس رشتے ٹوٹتے جارہے ہیں، سماجی زندگی کے تانے بانے بکھر رہے ہیں، حد تو یہ ہے کہ ذات و برادری اور اونچ نیچ کے آپسی جھگڑوں نے اس طبقاتی کش مکش کو غیر معمولی توانائی عطا کردی ہے، جس سے اجتماعی زندگی کی چولیں ہلتی نظر آرہی ہیں۔ ذرا سوچئے کہ اگر کسی عمارت کی بنیادیں کمزور پڑجائیں، ستونوں کو گھن لگ جائیں، کڑیاں اور تختے بوسیدہ ہوجائیں تو اس کو گرنے سے کیا کوئی چیز بچاسکتی ہے؟ ہرگز نہیں، خواہ وہ مکینوں سے خوب معمور ہو اور اس میں کروڑوں روپے کا مال واسباب بھرا پڑا ہو اس کی سجاوٹ وبناوٹ نظروں کو لبھاتی ہو اور دلوں کو موہ لیتی ہو، ٹھیک یہی حال آج کے انسانی سماج کا ہے، ہر طرف ظلم وزیادتی، تعصب وتنگ نظری کے خوفناک بادل چھائے ہوئے ہیں، لوگوں کی زندگی کا سکون اور دل کا اطمینان ختم ہوتا جارہا ہے اور انسانیت مریض کی طرح کراہ رہی ہے، کہیں طاقتور، غریبوں، بے کسوں اور پریشان حال انسانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنارہے ہیں تو کہیں اس کی عزت وآبرو سے کھلواڑ کیا جارہا ہے، خدا کی زمین پر خدا کی مخلوق بے کس اور بے بس نظر آرہی ہے۔ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم۔

ظاہر ہے کہ ایسا غیر متوازن سماج نہ تو مستحکم ہوسکتا ہے اور نہ ترقی کرسکتا ہے، لیکن صرف شکوہ وگلہ سے سماج کی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اس صورت حال سے نبرد آزما ہونے کے لئے قیام امن کی تحریک کو مربوط کرنے کی ضرورت ہے، دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ کوئی سماج اور کوئی ملک بغیر اخلاق کی ترقی اور انسانیت کی بقاء کے قائم نہیں ہوسکتا۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے لکھا ہے کہ اس ملک اور سماج کا سدھار اس وقت تک نہیں ہوسکتا، جب تک بے لوث خدمت، صحیح جذبہ اخوت ومساوات اور انسانی ہمدردی کا جذبہ نہ پیدا ہو۔ انسان کی زندگی کا اصل مقام اور حقیقی مقصد خلیفۃ اللہ ہونا ہے اس کے سامنے رہے۔ تم اپنے مقام پر آجاؤ، ہر چیز اپنے مقام پر آجائے گی۔ کیونکہ ایک اچھے معاشرہ کی کمی دنیا کی کوئی چیز پوری نہیں کرسکتی، دنیا کی ہر چیز کی کمی ایک اچھا سماج پورا کرسکتا ہے، سماج حکومت دیتا ہے، سماج ایک صاف ستھرا انتظامیہ دیتا ہے۔ اس لئے معاشرہ کا ہر فرد اپنے اندر احتساب کی کیفیت کو بیدار کرے، ہر شخص تھوڑا سا وقت اس پر صرف کرے، سارا قصور اور ساری ذمہ داری صرف دوسروں پر تھوپ دینا ٹھیک نہیں۔ اس کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا محاسبہ کرے، جائزہ لے وہ بھی سوسائٹی کا ایک فرد ہے۔ افراد سوسائٹی کا سرمایہ ہوتے ہیں، اگر یہ سرمایہ کھوٹا ہوا تو سوسائٹی مفلس اور قلاش ہوجائے گی، کیونکہ جماعتیں افراد سے بنتی ہیں جب تک افراد درست اور صالح نہیں ہوں گے جماعتیں اور جماعتی کام کیسے درست ہوسکتے ہیں۔ اگر اپنی کوتاہی پر نظر جمی رہے تو سمجھئے کہ اس کی شخصیت دل نواز اور کامیاب ہوگی اور معاشرے میں اس کے اچھے اثرات پڑیں گے۔ بسا اوقات ایک فرد کی اصلاح سے پورا سماج بن سنور جاتا ہے اور ایک فرد کی بدکرداری کے غلط اثرات پورے سماج پر پڑتے ہیں۔ اس لئے ہر شخص اپنے دل کو روشن کرنے کی فکر کرے جب تک دل ومزاج کے اندر تبدیلی نہیں آتی، سکون واطمینان حاصل نہیں ہوسکتا۔ ایک صاحب سڑک پر کچھ تلاش کررہے تھے، لوگوں نے پوچھا کہ صاحب آپ کیا تلاش کررہے ہیں، انہوں نے کہا کہ جیب سے روپے گر گئے ہیں، اسے تلاش کررہا ہوں، کچھ بھلے مانس بھی ان کے ساتھ تلاش میں لگ گئے، تھوڑی دیر کے بعد کسی نے پوچھا جناب وہ روپے کہاں گرے ہیں، کچھ یاد آتا ہے، کہنے لگے کہ خوب یاد ہے کہ وہ روپے گھر کے اندر گرے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ گھر میں روشنی نہیں ہے، سڑک پر روشنی ہے اس لئے یہاں پر تلاش کررہا ہوں، آپ اس واقعہ کو بظاہر ایک لطیفہ سمجھ رہے ہیں مگر واقعات کی دنیا میں دیکھیں گے تو یہی چیز نظر آئے گی کہ جو چیز گھر میں کھوئی ہے اسکی آج باہر تلاش ہے، دل میں اندھیرا ہے اور سکون واطمینان کو باہر تلاش کیا جارہا ہے، انسانیت کی قسمت اندر سے بگڑی ہے لیکن باہر اس کو بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ہمارے تمام مصائب ومشکلات کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے اجتماعی نظام زندگی میں ایسی تبدیلی کو پیدا نہ کیا جو کسی قوم کی ترقی اور کامیابی کے لئے ضروری ہوتی ہے، آج کا انسان اگر اس حقیقت کو سمجھ لے تو ان کے حالات نیا رخ اختیار کرسکتے ہیں، مگر افسوس ہے کہ لوگوں نے اپنے قلب ودماغ اور عقل وشعور سے صرف جرائم کے نئے نئے طریقہ اختیار کرلئے، خواہشات نفس کی تسکین کے لئے نئے نئے راستے پیدا کرلئے یہی وہ المیہ ہے جس سے آج انسانی افراد ضائع ہورہے ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ اجتماعی انقلاب کے لئے افراد سازی وکردار سازی کا کام کیا جائے تاکہ اس کے ذریعہ ملی وحدت واجتماعیت کو فروغ دیا جائے۔ انسانیت ابھی زندہ ہے صرف اس کو جگانے کی ضرورت ہے اگر ہم نے کوشش کی تو انشاء اللہ وہ دیوار ہٹ سکتی ہے، جو صالح انقلاب کے درمیان حائل ہوگئی ہے۔

روس اور یوکرین کی جنگ

روس اور یوکرین کے درمیان جاری جنگ کو ایک ہفتہ سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے، اس مدت میں روس نے فوجی کاروائیوں میں یوکرین کے متعدد تجارتی وسیاحتی مقامات کو تباہ وبرباد کردیا، روسی افواج کی میزائلوں اور راکٹوں سے کئی معصوم افراد موت کی ابدی نیند سو گئے۔ اس حملہ میں ہندوستان کے طالب علم نوین شیکھر بھی جاں بحق ہوگئے۔ اس وقت یوکرین میں ۱۸؍ہزار ہندوستانی طلبہ عصری تعلیم حاصل کررہے ہیں، گرچہ ہندوستانی حکومت وہاں پھنسے لوگوں کو وطن لارہے ہیں، تاہم بہت سے لوگ سرحدی ممالک رومانیہ اور یوگینڈا وغیرہ میں پناہ لئے ہوئے ہیں، دراصل روس اپنی طاقت وتوانائی کے نمونے دنیا کو دکھلانا چاہتا ہے وہ موقع کی تلاش میں تھا، اس لئے اس نے یوکرین پر حملہ کردیا، یوکرین مشرقی یورپ کا ایک ایسا ملک ہے جس کی سرحد مشرق اور شمال میں روس سے ملتی ہے، یہ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۹۰ء تک سوویت یونین کا ہی حصہ تھا، جب ۱۹۹۰ء میں انقلاب آیا تو یوکرین روس سے آزاد ہوا، اسی وقت سرحدی تنازع شروع ہوا، روس اور یوکرین دونوں اپنی اپنی فوجی طاقت کو مستحکم کرتے رہے، جس سے اسلحہ ساز ممالک فائدہ اٹھاتے رہے ہیں، گرچہ یوکرین کی عسکری قوت روس کے مقابلہ میں بہت زیادہ نہیں ہے مگر ہمت وحوصلہ سے جنگ کے میدان میں اترا ہوا ہے۔ روس نے جب ۱۹۷۹ء میں افغانستان پر قبضہ جمانے کی کوشش کی تھی تو لوگ سمجھ رہے تھے کہ آسانی سے کامیاب ہوجائے گا۔ مگر افغانی فوج نے چھکے چھڑا دیئے اور روس کو شکست سے دوچار ہونا پڑا تھا، اب جبکہ عالمی سطح کے منظرنامے بدل گئے ہیں، دنیا کی سوپر پاور طاقت کئی خانوں میں تقسیم ہوگئی ہے، دو چند روس کے ساتھ ہیں تو چند پس پردہ یوکرین کے ساتھ، امریکہ بھی یوکرین کی حمایت کررہا ہے۔ ان حالات میں ہندوستان کسی ملک سے اپنے تعلقات خراب نہ کرنے کی پالیسی اختیار کررہا ہے، اس لئے اس نے دونوں ممالک سے سفارتی طریقے پر مسئلہ کو حل کرنے کی تلقین کی ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جنگ کسی مسئلہ کا حل نہیں ہے، بات چیت سے مسائل کو حل کرنے چاہئے تاکہ بے قصور عوام جانی ومالی نقصان سے بچ جائیں۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مولانا رضوان احمد ندوی

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مظفر پوریؒ-ایک صاحب بصیرت قاضی شریعت

جس طرح موسم خزاں میں ہواؤں کے تیز وتند جھونکوں سے درختوں کے کچے پکے پتے جھڑنے لگتے ہیں، کمزور شاخیں ٹوٹنے لگتی ہیں، ٹھیک اسی طرح کرونا وائرس کی وبا نے قافلہ علم وادب کی ایسی ایسی دینی اور علمی شخصیات کو اپنی آغوش میں لے لیا جن کا ماضی میں کبھی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، داغ مفارقت دینے والے ان مایہ ناز ہستیوں میں ایک بڑا نام، ممتاز فقیہ، بزرگ عالم دین، قاضی القضاۃ حضرت مولانا محمد قاسم مظفر پوریؒ کا بھی ہے، جنہوں نے یکم ستمبر ۲۰۲۰ء کو ہم لوگوں کو سوگوار کر کے رب ذوالجلال کے حضور جا پہنچے، والبقاء للہ وحدہ۔

حضرت الاستاذ سے میرا ایسا قلبی تھا ان کے وصال کے بعد بھی وہ میری نگاہوں میں ہر لمحہ، اٹھتے بیٹھتے، چلتے، پھرتے، ہنستے، بولتے نظر آتے ہیں کیونکہ آپ سے میں نے مشکوٰۃ شریف، بدیع الزمان ہمدانی، اور نخبۃ الفکر کا درس لیا، وہ میرے والد ماجد حضرت الحاج مولانا سلطان احمدؒ کے بھی استاد رہے، جنہوں نے زندگی بھر استاد وشاگردی کے رشتہ کو استوار رکھا، حضرت مولانا مظفر پوری ضلع مظفر پور کے موضع مادھو پور کے باشندہ تھے، پھر دار العلوم دیو بند تشریف لے گئے وہاں تقریباً پانچ سال تک ماہر فن اساتذہ سے کسب فیض کیا، اپنی ذہانت وفطانت کے باعث اساتذہ وطلبہ میں ہر دل عزیز رہے، ۱۹۵۷ء میں دار العلوم دیو بند سے فراغت پائی، تعلیم سے فراغت کے بعد درس وتدریس کا آغاز مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے در بھنگہ سے کیا، اور ایک سال کے بعد مدرسہ رحمانیہ سوپول در بھنگہ سے وابستہ ہوگئے، جہاں لانبے عرصہ تک دین اور علم دین کی اشاعت پر مامور رہے، حدیث وتفسیر، فقہ وفتویٰ اور عربی ادب کی معیاری کتابیں پڑھائیں، قدرت نے انہیں متنوع وہمہ جہت خصوصیات وکمالات اور اوصاف کی نعمت سے نوازا تھا، وہ اسلامی علوم وفنون کے بہتے ہوئے چشمے کی مانند تھے، اس لئے آپ کی شہرت ایک باکمال مدرس ومعلم کی حیثیت سے بھی ہوئی، صاحب طریقت بزرگ کی بھی اور بے مثال خطیب وانشاء پرداز کی حیثیت سے بھی، تاہم ان کی نظر فقہ وفتاویٰ اور قضاء اسلامی پر بہت گہری اور محققانہ تھی، حضرت مولانا محمد عثمان صاحب قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول در بھنگہ کی تربیت میں امور قضاء کو انجام دیتے رہے، حضرت مولانا محمد عثمان صاحب انہیں درس وتدریس کے ساتھ مقدمہ کی سماعت سے لیکر فیصلہ تک کے تمام مراحل آپ ہی کے قلم سے طے کراتے تھے، جب ۷۷ء میں مولانا محمد عثمان صاحب کی رحلت ہوگئی تو حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی امیر شریعت رابع نے ایک خصوصی فرمان کے ذریعہ آپ کو مسند قضاء پر فائز کیا، جس کو آپ نے پوری ذمہ داری، اور ایمانداری سے انجام دیا، ملک کے طول وعرض میں شہرت وناموری حاصل کی، انہوں نے پورے ملک میں گھوم گھوم کر نظام قضاء کو وسعت دینے اور تربیت یافتہ قضاۃ کو اس خدمت پر مامور کرنے کی جد وجہد کرتے رہے، چاہے وہ دار القضاء امارت شرعیہ کے تحت قائم ہو یا آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے پلیٹ فارم سے، ہر لمحہ میں اسی فکر میں رہتے، اکابر ملت اور قائدین امارت شرعیہ کو آپ کی فقہی بصیرت اور امور قضاء میں مہارت پر بھر پور اعتماد تھا، اس لئے امراء امارت شرعیہ نے آپ کو اپیل اور مرافعہ کے مقدمات کی سماعت اور فیصلے کا بھی اختیار دے دیا تھا، ۱۴۳۹ء میں دار القضاء سے صادر ہونے والے ایک فیصلہ کے خلاف شوہر نے مرافعہ کی درخواست دی، حضرت امیر شریعت نے قاضی شریعت مولانا محمد قاسم مظفر پوری کو سماعت اور فیصلہ کا اختیار دیا، اس مقدمہ کی کارروائی پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت قاضی صاحب نے نہایت ہی باریک بینی سے فریقین کے دلائل کو سنا، سمجھا اور ایسا عادلانہ فیصلہ فرمایا کہ فریقین نے نہایت ہی خوشدلی سے تسلیم کیا، اس طرح کے متعدد فیصلے فسخ نکاح، خلع مابین زوجین وغیرہ کے فائلوں میں محفوظ اور موجود ہیں، جو قضاۃ کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں، اسی لئے قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی دلی تمنا تھی کہ آپ دار القضاء امارت شرعیہ کے نظام کار کو سنبھالیں اور یہاں مستقل سکونت اختیار کریں، حضرت مولانا سید نظام الدین امیر شریعت سادس اور حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب امیر شریعت سابع نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا، تاکہ ان کے عملی تجربے اور فقہی بصیرت سے نظام قضاء کے دائرہ کو مزید وسعت وقوت مل سکے، لیکن حضرت قاضی صاحبؒ نے اپنی ضعف ونقاہت کے باعث معذرت کردی تاہم ماہ دو ماہ میں ہفتہ وعشرہ کے لئے مرکزی دار القضاء میں وقت دینے کے لئے رضامندی کا اظہار کیا، اور اس پر تادم مرگ قائم رہے، پابندی سے دار القضاء کے مسلوں کو دیکھتے اور پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے اور حضرات قضاۃ کو مشورے بھی دیتے۔

انہوں نے قضاء کی عملی ضرورتوں کو واضح کرنے کے لئے رہنمائے قاضی کے نام سے ایک مفید رسالہ مرتب کیا، جس میں کار قضاء کا نچوڑ پیش کیا، مقدمہ دائر کرنے کے طریقہ کار کو عملی نقشوں سے واضح کیا، تاکہ تربیت پانے والے قاضیوں کے لئے سنگ میل ثابت ہو۔

بلاشبہ حضرت قاضی صاحب ایک وسیع النظر اور بالغ نظر فقیہ وقاضی تھے، اس فن میں انہیں مجتہدانہ بصیرت حاصل تھا، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ چونکہ امارت شرعیہ کے دار القضاء میں قاضیوں کو جن چودہ صورتوں میں شرعی طور پر تفریق کا اختیار حاصل ہے ان میں شوہر کا حبس دوام شامل نہیں ہے اس سلسلہ میں آپ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ وقت کی نزاکت اور بیوی کی عصمت وعفت کی حفاظت کے لئے شوہر کا قید خانہ میں حبس دوام کو بھی وجہ تفریق بنایا جائے، اور استدلال میں ڈاکٹر وہبہ الزحیلی کی کتاب ''موسوعۃ الفقہ الاسلامی والقضایا المعاصرہ'' سے شواہد پیش کرتے تھے، اس مسئلہ پر حضرات قضاۃ کو غور وفکر کی دعوت دیتے رہے، اور ہم چھوٹوں سے بھی تبادلہ خیال فرماتے، میں نے دیکھا کہ امارت شرعیہ اور بورڈ کی میٹنگوں میں بھی زیر بحث مسائل پر بہت ہی عالمانہ اور محققانہ بحث کرتے، جس سے اندازہ ہوتا کہ آپ کو فقہ کے اصول وکلیات پر ہی نہیں جزئیات پر بھی عبور حاصل تھا، اختلافی مسائل میں ہر ایک امام کا مسلک بھی بر زبان تھا، جس سے ان کے وسیع مطالعہ اور قوت استدلال کا پتہ چلتا ہے، فقہ اکیڈمی انڈیا کے معماروں میں سے تھے، اس لئے وہاں کی میٹنگوں اور سمینار میں بہت صائب رائے دیا کرتے تھے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سرگرام رکن تھے، بورڈ کے پلیٹ فارم سے جہاں بھی دار القضاء قائم ہے آپ اکثر اس کا جائزہ اور معائنہ کرتے اور قاضیوں سے استصواب رائے فرماتے، اللہ نے انہیں اس باب میں خاص بصیرت عطا فرمائی تھی، دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، وما توفیقی الا باللہ

کتابوں کی دنیا ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

نماز کی باتیں

نائب امیر شریعت ثانی حضرت مولانا عبد الصمد رحمانی، نامور عالم دین، مشہور فقیہ اور ممتاز مؤرخ تھے، بانی امارت شرعیہ حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ کے ساتھ اور ان کے بعد امارت شرعیہ کو استحکام بخشنے، کاموں کو پھیلانے میں اپنی آخری توانائی صرف کر ڈالی، اللہ رب العزت نے انہیں لکھنے کا بہترین سلیقہ عطا فرمایا تھا، ان کی چھوٹی بڑی ترپن (۵۳) کتابوں سے تو میرے جیسا کم علم واقف ہے، ان میں سے ایک کتاب نماز کی باتیں ہیں، اس کا پہلا ایڈیشن حضرت کی حیات میں ہی ۱۹۵۴ء میں دینی بک ڈپو نے شائع کیا تھا، کتاب کم یاب نہیں، نایاب تھی، اس کا ایک انتہائی بوسیدہ نسخہ دستیاب ہوا، جس کو سامنے رکھ کر یہ نیا ایڈیشن تیار ہوا، مولانا محمد اسعد رحمانی بازید پور باڑھ نے اس کی طباعت کے لیے فکر کی، پروف ریڈنگ کا کام مولانا شرف علی قاسمی ناظم ادارہ تعلیم القرآن نے لیا، مولانا ضیاء الرحمٰن نے اس کی طباعت کا نظم کیا اور اس طرح اس کتاب کا نیا ایڈیشن قارئین کے سامنے آسکا۔

ایک سو چھیاسی صفحات کی اس کتاب کا پیش لفظ سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے لکھا ہے، حضرت نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے ''انہوں نے اردو زبان میں ایک ایسی چیز نماز کے متعلق جمع کردی ہے جس کی موجودہ دور میں سخت ضرورت تھی''۔ (صفحہ ۲۰)

خود مولانا عبد الصمد رحمانیؒ نے اس کتاب کے دیباچہ میں خصوصیات کے بارے میں لکھا ہے کہ ''اس رسالہ کا مقصد فقہی تفصیلات پیش کرنا نہیں ہے، بلکہ تبلیغی نقطۂ نظر سے نماز کے بارے میں اسلامی مزاج پیدا کرنا ہے اور ان کے بجھے ہوئے جذبات کے راکھ کی دبی ہوئی چنگاری کو سلگانا اور روشن کرنا ہے، ان کو بتانا ہے کہ قرآن نماز کے بارے میں کیا کہتا ہے، حدیث نماز کے بارے میں کیا بتاتی ہے، پھر اس کے بارے میں معصوم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ کیا ہے''۔ (صفحہ ۲۲)

اپنی اس کتاب کی اشاعت سے حضرت کو جو توقعات تھیں اس کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ ''امید ہے کہ کتاب وسنت کا فرمان، ان کے دل میں گداز، رقت، خشیت اور صلاحیت پیدا کرے گی اور معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک اسوہ اور صحابہ کرام اور اہل اللہ کا والہانہ عمل ان کے اعضاء وجوارح کو عمل کے لیے برانگیختہ اور مستعد کرے گا، اور حسب ضرورت فقہی مسائل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعامل ان کو غلط راہ پر لگنے سے روکے گا''۔ (صفحہ ۲۲)

شروع میں مولانا اسعد رحمانی نے پیش لفظ طبع جدید اور مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب نے عرض ناشر کے طور پر اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کیا ہے۔

اس کتاب میں مولانا نے شرح وبسط سے جن مرکزی عناوین پر روشنی ڈالی ہے ان میں نماز کے فضائل اور ترغیب وترہیب قرآن کریم، حدیث شریف، صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کے اقوال سے پیش کیا ہے، پھر نماز سے کاہلی سستی اور لاپرواہی کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ذکر کیے ہیں، نماز کی فرضیت سے متعلق ضروری معلومات اذان کی احادیث، نماز کی فضیلت اور اس کے ترک پر وعید کا بھی ذکر کیا ہے اور آخر میں نماز پنج گانہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعامل وارشاد پر روشنی ڈالی، پھر ان مرکزی عنوان کے تحت ذیلی عناوین بھی کثیر ہیں، بعض جگہوں پر اہم نکتہ بھی بیان کیا ہے۔

اس کتاب کا حصول حاجی ضیاء الرحمٰن آئی ۲۱۲، احاطہ پہاڑ پور روڈ گارڈن ریچ کولکاتہ ۲۴ اور مولانا اسعد رحمانی کا شانہ رحمانی بازید پور باڑھ، پٹنہ بہار سے کیا جاسکتا ہے، قیمت درج نہیں ہے اس لیے زیادہ امکان ہے کہ مفت مل جائے، کتاب کی طباعت عمدہ ہے، ٹائٹل دیدہ زیب ہے، پروف پر اچھی محنت کی گئی ہے، تحریر جلی نہیں ہے، لیکن چشمہ لگا کر پڑھنے والوں کو بھی دشواری نہیں ہونی چاہیے، ادارہ تعلیم القرآن ہم سب کی طرف سے شکریہ کا مستحق ہے کہ اس نے زر کثیر صرف کر کے اس اہم کتاب کو قارئین تک پہونچانے کا کام کیا ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

گوشۂ جگر کو باوضو دودھ پلا کر تو دیکھئے...

خواجہ اجمیریؒ نے بنگال کا سفر کیا، آپ کے سفر میں کئی لوگ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، کئی لوگوں نے توبہ پر بیعت کی جب آپ گھر تشریف لائے تو چہرے پر خوشی کے آثار تھے، ماں نے پوچھا معین الدین بہت خوش نظر آتے ہو؟ کہنے لگے کہ اماں! اس لیے کہ سات لاکھ ہندوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور ستر لاکھ مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی، اس لیے آج میرا دل بہت خوش ہے، ماں نے کہا بیٹا یہ تیرا کمال نہیں ہے یہ تو میرا کمال ہے، فرمایا مگر ماں بتائیں تو سہی کیسے؟ ماں نے جواب دیا کہ بیٹا جب تم پیدا ہوئے تو میں نے کبھی بھی زندگی میں تمہیں بلا وضو دودھ نہیں پلایا، آج اس کی برکت ہے کہ تمہارے ہاتھوں پر اللہ تعالی نے لاکھوں لوگوں کو کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمادی، ہر کامیاب شخصیت کے پیچھے آپ کو کسی نہ کسی عورت کا کردار نظر آئیگا ۔

باوضو دودھ پلانے کا نمونہ تو پڑھئے...

میں نے اخبار میں ایک عورت کا انٹرویو پڑھا، اس کے دو بیٹے تھے، دونوں اپنے اپنے وقت میں فوج کے جرنیل بنے، ان سے کسی نے انٹرویو لیا کہ تو خوش نصیب ماں ہے کہ جس کے دو بیٹے اور دونوں ایسے شیر بیٹے کہ اپنے اپنے وقت میں جرنیل بنے تیری کونسی خاص بات ہے؟ تو نے اس کی تربیت کیسے کی؟ اس نے کہا تھا کہ میں سادہ سی مسلمان عورت ہوں مگر کسی بزرگ سے میں نے سنا تھا کہ جو عورت باوضو اپنے بچے کو دودھ پلائے گی اللہ بچے کو بخت لگائیں گے میں نے دونوں بچوں کو الحمدللہ باوضو دودھ پلایا ہے، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے میرے اس عمل کے صدقے دنیا میں عزت و وقار عطا فرمایا، چنانچہ جو عورتیں ایسی نیکی کو اپنالیتی ہیں اللہ ان کے بچوں کو نیک بخت بنادیتا ہے، اپنی زندگی میں خوشیاں دیکھنے کی توفیق نصیب فرمادیا ہے، جو اللہ رب العزت کی نافرمانی کرتی ہیں اللہ تعالی انہیں آنکھوں سے دکھاتا ہے کہ دیکھ میں نے تمہیں اولاد مرضی کی نہ دی اور اگر دے بھی دی تو اسے نافرمان بنادیا۔

والدین کی خدمت پر غیبی نصرت

حضرت تھانویؒ نے برکت کا ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک نوجوان تھا اس نے اپنے والدین کی بڑی خدمت کی بھائیوں سے کہا کہ جائیداد کا حصہ میں آپ کے سپرد کرتا ہوں، والدین کی خدمت آپ میرے سپرد کردیں سودا کرلیا، چنانچہ اس نے ماں باپ کی خوب خدمت کی، ماں باپ فوت ہوگئے، اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اس سے کہتا ہے کہ فلاں پتھر کے نیچے سو دینار ملیں گے، کیونکہ تو نے ماں باپ کی بڑی خدمت کی ہے، پوچھا اس میں برکت ہوگی؟ کہا برکت نہیں ہوگی، نوجوان نے کہا میں نہیں لوں گا، صبح اٹھا، بیوی کو بتایا، بیوی نے کہا بے شک نہ لینا لیکن جاکے دیکھو تو سہی پڑے بھی ہوئے ہیں یا نہیں، اس نے کہا جب لینے نہیں تو میں جاکر دیکھتا بھی نہیں، دوسری رات پھر خواب آیا کہ دس دینار فلاں پتھر کے نیچے پڑے ہیں ابھی موقعہ ہے لے لو تمہاری خدمت کے بدلے مل رہے ہیں، پوچھا برکت ہوگی؟ کہا کہ برکت تو نہیں ہوگی، نوجوان کہنے لگا مجھے نہیں چاہئے، تیسری رات پھر خواب آیا کہ فلاں پتھر کے نیچے ایک دینار پڑا ہے اب جاکر لے لو، اب موقعہ ہے، پوچھا برکت ہوگی؟ کہا ہاں برکت ہوگی، وہ صبح اٹھا اس پتھر کے نیچے سے جاکر دینار اٹھا کر لے آیا گھر آتے ہوئے خیال آیا کیوں نہ آج میں گھر میں پکانے کے لیے کوئی اچھی چیز لے جاؤں، اس نے مچھلی خریدی جب گھر آیا اور اس کی بیوی نے مچھلی کو کاٹا تو اس مچھلی کے پیٹ سے ایک ایسا موتی نکلا جس کو بیچا تو ان کی زندگی کا پورا خرچہ نکل آیا یہ برکت آتی ہے، اللہ تعالی ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ انسان کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا ہے۔

وہ جبہ بھی کیسا بابرکت تھا...

کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت امام شافعیؒ نے خواب دیکھا کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ پر خلق قرآن کے مسئلہ کے بارے میں کچھ آزمائشیں آئیں گی۔ لیکن اللہ تعالی ان کو کامیاب فرمادیں گے، امام احمد بن حنبلؒ امام شافعی کے شاگرد بھی تھے، امام شافعیؒ نے اپنے ایک شاگرد کو بھیجا کہ جاؤ اور امام احمد بن حنبلؒ کو یہ خواب سنادو، چنانچہ اس شاگرد نے جاکر خواب سنادیا کہ خلق قرآن کے بارے میں اللہ تعالی کی طرف سے آزمائشیں آئیں گی اور اللہ تعالی اس آزمائش میں آپ کو کامیاب فرمادیں گے، اب ظاہر میں تو تکالیف پہونچنے والی بات تھی مگر اللہ والے تو دیکھتے ہیں کہ اس آزمائش میں ہم کامیاب ہوں گے یا نہیں، اس خواب میں تو بشارت بھی تھی کہ کامیاب ہوں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت ہے کہ اگر کوئی خوشخبری لائے تو خوشخبری لانے والے کو کچھ ہدیہ پیش کردیا جائے چنانچہ امام احمد بن حنبل کے پاس ان کا اپنا ایک جبہ پڑا ہوا تھا، انہوں نے وہ جبہ اس آنے والے شخص کو ہدیہ کے طور پر پیش کردیا، جب شاگرد نے واپس جاکر امام شافعیؒ کو کارگزاری سنائی تو امام شافعیؒ نے وہ جبہ حاصل کرنے کی فرمائش ظاہر کی، شاگرد نے امام شافعیؒ کے حوالہ کردیا، امام شافعیؒ اس جبہ کو پانی میں ڈبوکر رکھتے اور وہ پانی بیمار کو پلادیتے تو اللہ تعالی بیمار کو شفا عطا فرمادیتے تھے، اللہ تعالی نے امام احمد بن حنبلؒ کے جبہ میں اتنی برکت رکھدی تھی کہ امام شافعیؒ جیسی عظیم شخصیت اس جبہ سے برکت حاصل کرتی تھی ۔(خطبات ذوالفقار، ص:۱۱۸/۷)

نفس کشی کے بغیر اصلاح ممکن نہیں

ایک شیخ نے اپنے کسی نوکر سے کہا کہ فلاں آدمی کے پاس سے گذرو اور کوئی گندگی لیکر اس کے قریب سے گذرنا اور دیکھنا کہ اس کی حالت کیا ہوتی ہے، جب وہ آدمی قریب سے گذرا تو وہ صوفی صاحب ناک منھ چڑھا کر کہنے لگے تمہیں نظر نہیں آتا کہ میں بھی بیٹھا ہوا ہوں، شیخ کو پتہ چلا تو فرمایا کہ ابھی کام باقی ہے کچھ عرصہ کے بعد پھر وہ گندگی لیکر قریب سے گذرا اب یہ خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے، اس نے آکر کیفیت بتائی، حضرت نے فرمایا: پہلے سے کچھ بہتری ہوگئی ہے، مگر اب یوں کرنا کہ جب اس کے قریب سے گذرو تو کچھ گندگی اس کے اوپر گرادینا اور پھر دیکھنا کہ یہ کیا کہتا ہے، انہوں نے قریب سے گذرتے ہوئے گندگی اوپر گرادی صوفی صاحب نے ان کو غصے کی نظر سے دیکھا اور کہا مجھے نظر نہیں آتا کہ کوئی بیٹھا ہوا بھی ہے یا نہیں، اس نے جاکر بتادیا، حضرت نے فرمایا: ہاں، ابھی نفس کا اژدہا مرا نہیں، چنانچہ کچھ عرصہ اور محنت کروائی، پھر فرمایا آئندہ ساری گندگی اس کے اوپر ڈال کر دیکھنا چنانچہ اس نے قریب سے گذرتے ہوئے اس طرح گندگی گرائی کہ صوفی صاحب پر گری، وہ صوفی صاحب کھڑے ہوکر اس کے کپڑوں سے گندگی صاف کرنے لگے اور کہنے لگے کہ آپ کو کہیں چوٹ تو نہیں لگی، اس نے جاکر یہی بات بتادی، شیخ نے کہا، الحمدللہ اب نفس کا اژدہا مرگیا ہے "میں" مٹ چکی ہے، اب اللہ تعالی نے ان کے اندر عاجزی اور انکساری پیدا فرمادی ہے، لہذا ان کو اجازت وخلافت عطا فرمادی ایسی محنت جس کو کروانے کے بعد شیخ کسی سے امتحان لے اور امتحان میں وہ پورے اترے اس کو سنت اصلاح کہتے ہیں (خطبات ذوالفقار، ص:۹۱/۴)

زبیدہ خاتون پر نظر کرم

خلیفہ ہارون الرشید کی بیوی "زبیدہ خاتون" بڑی نیک اور دین دار ملکہ تھی ۔ اس کو قرآن مجید کے ساتھ اتنی محبت تھی کہ اس نے اپنے گھر میں تین سو حافظات تنخواہ پر رکھی ہوئی تھیں ۔ اس نے ان کی تین شفٹیں بنائی ہوئی تھیں ۔ ہر شفٹ میں ایک سو حافظات ہوتی تھیں ۔ ان حافظات کو محل کے مختلف کمروں، برآمدوں اور کونوں میں بٹھادیا جاتا تھا۔ اور ان کا کام اپنی شفٹ میں بیٹھ کر قرآن مجید پڑھنا ہوتا تھا۔ اس طرح پورے محل میں ہر وقت سو حافظات کے قرآن پڑھنے کی آواز آتی تھی ۔

اس خاتون کو پتہ چلا کہ جب لوگ سفر حج پر جاتے ہیں تو ان کو راستے میں پانی نہیں ملتا، اس لیے وہ اپنے ساتھ سواریوں پر پانی لاد کر جاتے ہیں، جب بھی پانی ختم ہوجاتا ہے تو بسا اوقات لوگ پیاسے رہتے ہیں، بلکہ بعض اوقات تو کئی لوگ فوت ہی ہوجاتے ہیں ۔ ہر بیوی اپنے خاوند سے فرمائش کرکے کوئی نہ کوئی کام کرواتی ہے ۔ اس نے بھی اپنے خاوند سے کہا کہ میرے دل کی تمنا ہے کہ آپ ایک نہر بنوائیں جو میدان عرفات تک پہنچے تاکہ حاجی لوگ جب اس کے قریب سے گزریں تو ان کو پانی ملتا رہے ۔ ہارون الرشید نے اس کی فرمائش کو پورا کردیا اور ایک عظیم الشان نہر بنوادی ۔ اس نہر سے ہزاروں انسانوں، حیوانوں، چرندوں اور پرندوں نے پانی پیا اور فائدہ اٹھایا۔

ذرا سوچیں کہ کسی کو پانی کا ایک پیالہ پلانا کتنی بڑی نیکی ہے ۔ قیامت کے دن ایک جہنمی کسی جنتی کو دیکھ کر اسے پہچان لے گا اور کہے گا کہ آپ نے مجھ سے ایک مرتبہ پانی مانگا تھا اور میں نے آپ کو پانی کا پیالہ پیش کیا تھا ۔ وہ کہے گا، ہاں، وہ کہے گا کہ آپ اللہ کے حضور میری شفاعت کردیجئے ۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک پیالہ پانی پلانے پر وہ جنتی شفاعت کرے گا اور اللہ تعالی اس جہنمی کو جہنم سے نکال کر جنت عطا فرمادیں گے ۔ ایک پیالہ پانی پلانے کی اللہ رب العزت کے ہاں اتنی قدر ہے۔

انسان تو بالآخر انسان ہے ۔ جانور کو پانی پلانا بھی بہت قیمتی ہے ۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک عورت نے اپنی پوری زندگی کبیرہ گناہوں میں گزاردی تھی ۔ ایک مرتبہ وہ کہیں جارہی تھی ۔ اس نے ایک کتے کو پیاسا دیکھا، گرمی کا موسم تھا، اس کی زبان نکلی ہوئی تھی اور پیاس کی وجہ سے وہ ہانپ رہا تھا ۔ اس کے دل میں ترس آیا اور اس نے اپنے دوپٹے کے ساتھ کوئی چیز باندھی اور پانی ڈال کر اس کتے کو پلایا ۔ جب کتے نے پانی پیا تو کتے کو ہوش آگیا اور اللہ تعالی کی رحمت کو جوش آگیا ۔ صرف کتے کو پانی پلانے پر اس کی زندگی کے سب گناہوں کو معاف فرمادیا گیا ۔ اب سوچئے پیاسے کو پانی پلانا کتنا بڑا عمل ہے ۔ زبیدہ خاتون نے لاکھوں پیاسوں کو پانی پلایا ۔ جب وہ فوت ہوگئی تو وہ کسی کو خواب میں ملی، اس نے پوچھا، زبیدہ! تیرا آگے کیا بنا؟ کہنے لگی کہ بس مجھ پر اللہ رب العزت کی رحمت ہوگئی ۔ اس نے کہا، ہاں! تیرے تو کام ہی اتنے بڑے تھے، تو نے نہر بنواکر بہت بڑا کام کیا، تیری تو بخشش ہونی ہی تھی ۔ وہ کہنے لگی کہ میری بخشش نہر کی وجہ سے نہیں ہوئی ۔ اس نے پوچھا، وہ کیوں؟ وہ کہنے لگی کہ جب میرا نہر والا عمل اللہ رب العزت کے سامنے پیش کیا گیا تو پروردگار عالم نے فرمایا تم نے تو نہر اس لیے بنوائی تھی کہ تمہارے پاس بیت المال کا پیسہ تھا اگر نہ ہوتا تو نہیں بنواسکتی تھی ۔ یہ کوئی ایسا کام نہیں تم مجھے بتاؤ کہ تم نے میرے لیے کون سا عمل کیا؟ وہ کہنے لگی کہ میں یہ سن کر گھبراگئی کہ میرے پاس تو ایسا کوئی عمل نہیں ہے۔

اس گھبراہٹ میں اللہ رب العزت کی رحمت میری طرف متوجہ ہوئی اور فرمایا، ہاں تیرا ایک عمل ایسا ہے جو تم نے ہمارے لیے کیا تھا، وہ عمل یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کھانا کھارہی تھی، بھوک لگی ہوئی تھی، آپ نے لقمہ توڑا کہ میں اسے اپنے منہ میں ڈال لوں، منہ میں ڈالنے سے پہلے ادھر سے اذان کی آواز تیرے کانوں میں پڑی تمہارے سر پر پوری طرح دوپٹہ نہیں تھا، اور آدھا سر ننگا تھا، اس وقت تیرے دل میں خیال آیا کہ اللہ کا نام بلند ہورہا ہے، اور میرا سر ننگا ہے تم نے اپنی بھوک کو روکا، لقمہ نیچے رکھا اور اپنے دوپٹے کو ٹھیک کیا اور اس کے بعد لقمہ کھایا، تو نے لقمہ میں جو تاخیر کی یہ میرے نام کے ادب کی وجہ سے کی، بس اس کی وجہ سے تیری مغفرت کی جاتی ہے... سبحان اللہ... اللہ رب العزت تو یہ دیکھتے ہیں کہ ہماری رضا کے لیے کیا کیا گیا ۔ اب یہ عمل دیکھنے میں چھوٹا سا ہے مگر چونکہ اس نے یہ اللہ رب العزت کی رضا کے لیے کیا اس لیے اللہ رب العزت کے ہاں اس کی قدر بھی زیادہ ہوئی ۔(خطبات: ۱۲/۴۷)

نظر کی حفاظت کیجئے...

ایک بزرگ کی خدمت میں ایک آدمی اپنے بیٹے کو لایا اور عرض کیا حضرت! اس کے لئے دعا فرمادیں ۔ یہ ایک اچھی عادت ہے ۔ پہلے زمانے میں بھی لوگ اپنی اولاد کے لیئے اللہ والوں سے دعا کرواتے تھے ۔ اللہ کرے کہ ہمیں بھی اللہ والوں کی دعا لگ جائے ۔ یہ اور بات ہے کہ لوگ کئی مرتبہ اپنے بیٹوں کو لے کر دعائیں کروانے کے لئے آتے ہیں ۔ مگر باپ کی اپنی حالت ایسی ہوتی ہے کہ پہلے اس کے لئے دعا کرنے کو دل کرتا ہے کہ اللہ اس کو ہدایت دے ۔ خیر ان اللہ والوں نے اس کے بیٹے کے لئے دعا کردی ۔ ان کے پاس جیب میں کوئی میٹھی چیز تھی ۔ انہوں نے نکال کر اس بچے کو دینا چاہی ۔ جب انہوں نے وہ چیز بچے کی طرف بڑھائی تو بچے نے منہ پھیر لیا اور اسے والد کی طرف دیکھنا شروع کردیا ۔ حالانکہ بچپن میں بچے کے اندر میٹھی چیز کھانے کا شوق شدید ہوتا ہے ۔ ان بزرگ نے پھر ارشاد فرمایا ۔ لے لو، بچے نے پھر اس چیز سے نظریں ہٹا کر اپنے باپ کی طرف دیکھنا شروع کردیا ۔ اس کے والد نے اس سے کہا، بیٹا! حضرت آپ کو چیز دے رہے ہیں، لے لو ۔ جب باپ نے اجازت دے دی تو بچے نے ہاتھ بڑھایا اور جب وہ چیز لے لی تو ان بزرگوں کی آنکھوں میں آنسو آگئے ۔ وہ آدمی حیران ہوکر پوچھنے لگا ۔ حضرت! آپ کیوں روئے؟ وہ فرمانے لگے کہ ہم سے یہ بچہ اچھا ہے، کہ میں نے اس کو ایسی چیز دی جس کی طلب اس کے اندر شدید ہے، لیکن اس نے اس چیز کو نہیں دیکھا بلکہ آپ کی طرف دیکھا کہ میرا ابا مجھے کیا کہتا ہے ۔ اے کاش! ہم جو گلیوں میں چلتے ہیں اور ہماری نظروں کے سامنے بھی جاذب نظر شخصیتیں آتی ہیں، ہم بھی ادھر سے نظر بھر کر دیکھتے کہ رب تعالی ہمیں کیا کہتا ہے۔

Scanned with CamScanner

نظام سے پہلے فرد کی اصلاح کیجیے!

علامہ یوسف القرضاوی

اصلاح کے میدان میں معاشرے کی تعمیر سے پہلے فرد کی تعمیر کا اہتمام کریں۔ دوسرے الفاظ میں نظام اور اداروں میں انقلاب سے پہلے فرد میں انقلاب لانا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ اسے ہم قرآن کے الفاظ میں بیان کردیں، اللہ کسی قوم کی حالت کونہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کونہیں بدل دیتی“۔ (الرعد:۱۱) یہ ہر اصلاح، ہر تبدیلی اور ہر اجتماعی تعمیر کی بنیاد ہے۔ فرد پوری عمارت کی بنیاد ہے۔ اس لیے آغاز یہیں سے کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ایک اچھی اور مضبوط عمارت کا تصور نہیں کیا جاسکتا، اگر اس کی اینٹیں بوسیدہ اور خراب ہوں۔ معاشرے کی دیوار میں فرد سب سے پہلی اینٹ ہے۔ اس وجہ سے فرد کی اصلاح اور اس کی ایک حقیقی مسلمان کے طور پر کامل اسلامی تربیت کے لیے جو بھی کوششیں کی جائیں اس کی دوسری چیزوں پر ترجیح ہے۔ کیونکہ یہ ہر قسم کی اصلاح اور تعمیر کے لیے ایک ضروری تمہید ہے اور اسی کا مطلب نفس کی تبدیلی ہے۔ انسان کی ایک صالح فرد کے طور پر تعمیر انبیا کا کام تھا۔ اور ان کے بعد ان کے خلفا اور وارثین بھی اسی ذمہ داری پر مامور ہیں۔ انسان کی صحیح تربیت کے لیے سب سے پہلے اس کی بنیاد ایمان پر رکھی جاتی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اس کے دل میں درست عقیدے کا پودا لگا دیا جائے۔ یہ عقیدہ دنیا کے بارے میں اور خود انسان کے بارے میں اس کے نظریے کو درست کردیتا ہے، زندگی کے بارے میں اور اس کے رب کے بارے میں اس کے نظریے کی تصحیح کرتا ہے جو اس کا خالق ہے، جس نے اسے زندگی بخشی ہے۔ یہ عقیدہ انسان کو اس کے آغاز اور انجام کے بارے میں خبردار کرتا ہے۔ یہ انہیں ان سوالات کا جواب دیتا ہے، جو بے دین لوگوں کو ہر وقت پریشان کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ میں کون ہوں؟ میں کہاں سے آیا؟ اور مجھے کہاں جانا ہے؟ میں کس لیے پیدا کیا گیا ہوں؟ زندگی اور موت کیا ہیں؟ زندگی سے پہلے کیا تھا؟ اور موت کے بعد کیا ہوگا؟ زمین کے اس سیارے میں سمجھ بوجھ کی عمر سے لے کر مرنے تک میرا کیا پیغام ہے؟

ایمان اور صرف ایمان ہی ہے جو انسان کو اس کے انجام کے حوالے سے ان بڑے سوالات کا شافی جواب دیتا ہے۔ وہ زندگی کا ایک ہدف، اس کی ایک قیمت اور ایک معنی متعین کردیتا ہے۔ اس ایمان کے بغیر انسان عالمِ وجود کا ایک حیران و پریشان ذرہ یا ایک بے وقعت مادہ ہے۔ نہ حجم کے لحاظ سے یہ اس عظیم کائنات کے بڑے مجموعوں کے مقابلے میں کوئی حیثیت رکھتا ہے اور نہ عمر کے لحاظ سے، یہ جیالوجی کے لمبے لمبے زمانوں اور مستقبل کے لاانتہا ادوار کے مقابلے میں کوئی وقعت رکھتا ہے۔ نہ اس کے پاس وہ قدرت ہے جس کے ذریعے وہ کائنات کے ان حوادث کا مقابلہ کرسکے جنہیں وہ ہر وقت دیکھتا رہتا ہے۔ جیسے زلزلے، آسمانی بجلیاں، آندھی اور طوفان اور سیلاب جو ہر چیز کو تہہ وبالا کردیتے ہیں۔ مگر انسان اس کے سامنے عاجز ہوکر ہاتھ دھرے بیٹھا رہ جاتا ہے، باوجود یہ کہ اس وقت انسان کے پاس سائنس ہے، ارادہ ہے اور ترقی یافتہ ٹیکنالوجی ہے۔ ایمان ہمیشہ نجات کے لیے طاقت وقدرت ثابت ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے انسان کو اندر سے تبدیل کیا جاسکتا ہے اور اس طرح اس کے باطن کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ کیونکہ انسانوں کو اس طرح نہیں چلایا جاسکتا جیسا کہ جانوروں کو چلایا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کو اس انداز میں ڈھالا بھی نہیں جاسکتا جیسا کہ لوہے، تانبے یا چاندی وغیرہ سے مختلف چیزیں بنائی جاتی ہیں۔

یہ انسان کی عقل اور دل میں تحرک پیدا کردیتا ہے۔ پھر جب اسے قانع کیا جاتا ہے تو وہ قانع ہوتا ہے اور جب اسے ہدایت دی جاتی ہے تو یہ ہدایت لیتا ہے۔ جب اسے ترغیب وتربیت کی جاتی ہے تو اس پر ترغیب وتربیت کا اثر بھی ہوجاتا ہے۔ ایمان ہی ہے جو انسان میں حرکت پیدا کرتا ہے، اس کا رُخ سیدھا رکھتا ہے اور اس کے اندر عظیم صلاحیتیں پیدا کرتا ہے، جو اس کے بغیر ظاہر نہیں ہوسکتی تھیں۔ بلکہ وہ اسے ایک نیا جنم دے دیتا ہے، اس کے اندر ایک نئی روح پھونک دیتا ہے۔ اسے نئی عقل، نیا عزم اور نیا فلسفہ دیتا ہے۔ جیسا کہ ہم فرعون کے ساحروں کے بارے میں دیکھتے ہیں۔ وہ جب موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لے آئے تو انہوں نے فرعون کے جبر وتکبر کو چیلنج کرتے ہوئے بڑی جرأت وشجاعت کے ساتھ اس سے کہا: ”تو جو کچھ کرنا چاہے کرلے، تو زیادہ سے زیادہ بس اسی دنیا کی زندگی کا فیصلہ کرسکتا ہے“۔ (طٰہٰ:۷۲)

اسی طرح ہم نے نبی پاکؐ کے صحابہ میں بھی یہ شان دیکھی۔ ان کو ان کا ایمان جاہلیت سے اسلام کی طرف لایا۔ انہیں بتوں کی عبادت اور رِعَایَةُ الْغَنَمْ (بکریاں چرانے) کے بجائے رِعَایَةُ الْاُمَمْ (قوموں کی قیادت کرنے) کا مقام عطا کیا۔ وہ انسانیت کو اللہ کی ہدایت کی طرف دعوت دیتے رہے اور انہیں اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالتے رہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ۱۳ سال گزارے۔ اس دوران آپ کی ساری جدوجہد اسی بنیاد پر تھی اور دعوت وتبلیغ کا سارا دارومدار اسی پر تھا کہ مسلمان نسل کو ایمان کے ذریعے تربیت دی جائے۔ یہ سارا دور ایسے گزرا کہ اس میں کسی قسم کے قوانین نازل نہیں ہوئے، جو معاشرے کو منظم کرتے ہیں اور لوگوں کے گھریلو اور معاشرتی تعلقات کو منضبط کرتے ہیں، یا انحراف کرنے والوں کے لیے راہِ راست پر آنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس عرصے میں قرآن اور رسول کا کام یہ تھا کہ انسان کی تربیت کریں اور صحابہ کی اس نسل کی تعمیر کریں۔ اس تربیت اور تنظیم کا مقصد یہ تھا کہ اس کے بعد وہ پورے جہان کی تربیت اور تنظیم کرے۔ اس میں دارارقم بھی اپنی ذمہ داری انجام دے رہا تھا۔ اور قرآن پاک جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر واقعات اور حالات کے مطابق تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہورہا تھا... تاکہ وہ اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کے پڑھ کر سنائیں، اس پر ان کا دل بھی جمارہے اور ان لوگوں کا بھی جو اس پر ایمان لاچکے ہیں، اور اس کے ذریعے مشرکین کے ان سوالات کا جواب دیں اور ان کے خیالات پر تنقید کریں ...وہ بھی اس مومن جماعت کی تربیت اور اس کے حسن کردار اور پختگی رفتار میں اپنا عظیم کردار ادا کررہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اور اس قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا ہے، تاکہ تم ٹھہر ٹھہر کر اسے لوگوں کو سناؤ، اور اسے ہم نے (موقع موقع سے) بتدریج اُتارا ہے“۔ (بنی اسرائیل:۱۰۶)

”منکرین کہتے ہیں، اس شخص پر سارا قرآن ایک ہی وقت میں کیوں نہ اُتار دیا گیا؟“ (الفرقان:۳۲)

ہاں، ایسا اس لیے کیا گیا کہ اس کو اچھی طرح ہم تمہارے ذہن نشین کرتے رہیں اور (اِسی غرض کے لیے) ہم نے اس کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ الگ الگ اجزا کی شکل دی ہے۔

اس وقت ہمارے کرنے کا سب سے اہم کام یہ ہے کہ اپنی حالت درست کریں اور اس کے لیے ایک درست آغاز کریں۔ یہ اس طرح ہوگا کہ ہم فرد کی تعمیر کریں۔ ظاہری تعمیر نہیں، بلکہ حقیقی تعمیر۔ اس کی عقل، روح، جسم اور اخلاق کی تعمیر۔ متوازن تعمیر، جس میں کمی بیشی نہ ہو۔ ہم اس کو عقلاً علم سے، روحاً عبادت سے، جسماً ورزش سے اور اخلاقاً فضائل سے تعمیر کریں۔ اسے عسکری طور پر سختی سے، معاشرتی طور پر میل جول سے اور سیاسی طور پر سمجھداری کے ذریعے تربیت یافتہ بنائیں۔ ہم اس کو بیک وقت دین اور دنیا دونوں کے لیے تیار کریں۔ وہ خود بھی نیک بنے اور دوسروں کی اصلاح بھی کرے، تاکہ وہ دنیا اور آخرت میں نقصان سے بچے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ عصر میں فرماتا ہے: ”زمانے کی قسم! انسان درحقیقت خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، اور نیک عمل کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے“۔ اور یہ کام اس کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ نظام کائنات کا ایک کُلی تصور، زندگی کا ایک واضح فلسفہ، تہذیب وتمدن کا ایک مکمل منصوبہ پیش کیا جائے، جس پر یہ امت ایمان رکھتی ہو اور ہمارے بیٹوں اور بیٹیوں کو اس پر یقین کرنے، اس کی حکمتوں کے مطابق کام کرنے، اور اس کے منہج پر چلنے کی تربیت دیتی ہو۔ اور سارے ادارے: جامع مسجد اور یونیورسٹی، کتاب اور اخبار، ٹی وی اور ریڈیو اس پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ان میں سے ایک ادارہ مشرق کی طرف لے جائے اور دوسرا مغرب کی طرف اور ایک ادارہ کوئی ڈھانچہ بنائے اور دوسرا اسے منہدم کردے۔ آجکل تو ہم پر کسی قدیم شاعر کی یہ بات صادق آتی ہے کہ:

کیا وہ عمارت کبھی مکمل ہوسکے گی، جسے آپ تعمیر کرتے رہیں اور اور کوئی دوسرا اسے ڈھاتا رہے۔

روس اور یوکرین تنازع: کیا ہے ہندوستان و پاکستان کا موقف

اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے یوکرین پر روسی حملے کے خلاف قرارداد 141 ووٹوں سے منظور کرلی ہے۔ اس قرارداد کی مخالفت میں تو پانچ ووٹ آئے مگر 35 ممالک نے سرے سے اس ووٹنگ میں حصہ ہی نہیں لیا جن میں انڈیا اور پاکستان بھی شامل ہیں۔ انڈیا اور پاکستان کی جانب سے یوکرین کے تنازعے پر اب تک بہت پھونک پھونک کر قدم رکھے جا رہے ہیں اور اقوامِ متحدہ کے حالیہ اجلاس میں ہونے والی ووٹنگ بھی اس کی عکاسی کرتی ہے۔ اس ووٹ سے قبل اقوامِ متحدہ میں یوکرین کے سفیر سرجی کسلتسیا نے کہا تھا کہ روس نے یوکرین سے موجود ہونے کا حق چھین لیا ہے۔

روسی سفیر ویسیلی نیبنزیا کا کہنا تھا کہ روس مشرقی یوکرین میں علیحدگی پسند تنازع حل کروانا چاہتا ہے، انھوں نے مغربی ممالک پر الزام عائد کیا کہ وہ کھلی اور مذموم دھمکیاں دے رہے ہیں تاکہ دنیا کے ممالک کو اس قرارداد کے حق میں ووٹ دینے پر مجبور کیا جاسکے۔ 1997 کے بعد اسمبلی کی پہلی ہنگامی میٹنگ تھی۔ اس قرارداد کے ذریعے روسی حملے کی مذمت کرتے ہوئے روس کو فی الفور اپنی افواج یوکرین سے واپس بلانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب منیر اکرم نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے خصوصی ہنگامی اجلاس سے خطاب میں کہا ہے کہ پاکستان اقوام متحدہ کے منشور کے بنیادی اصولوں پر یقین رکھتا ہے، جن میں عوام کا استصواب رائے کا حق، طاقت کا عدم استعمال یا اسے بروئے کار لانے کی دھمکی نہ دینا، ریاستوں کی خودمختاری، جغرافیائی تحفظ اور مخصوص تنازعات کا پرامن حل شامل ہے۔ منیر اکرم نے حالیہ واقعات کو سفارت کاری کی ناکامی کا مظہر بھی قرار دیا اور کہا کہ وزیرِ اعظم عمران خان امید کا اظہار کرچکے ہیں کہ سفارت کاری سے فوجی تنازع سے بچا جاسکتا ہے۔ اُن کا مزید کہنا تھا کہ پاکستان کو امید ہے کہ روس اور یوکرین کے نمائندوں کے درمیان شروع ہونے والی بات چیت کے نتیجے میں لڑائی کو ختم کرنے اور صورتحال کو معمول پر لانے میں کامیابی حاصل ہوگی کیونکہ سفارتی حل ناگزیر ہے۔

اسی طرح اقوامِ متحدہ میں ہندوستان کے مستقل مندوب ٹی ایس تریمورتی نے ووٹنگ سے ہندوستان کے اجتناب کے بعد کہا کہ ہندوستان کی پہلی ترجیح یوکرین میں پھنسے اپنے شہریوں بالخصوص طلبہ کو نکالنا ہے۔ اُنھوں نے جنگ زدہ علاقوں میں فوری جنگ بندی کا مطالبہ کیا اور کہا کہ یہاں امدادی کارروائیاں رکنی نہیں چاہئیں۔ ہندوستان نے بھی پاکستان کی طرح اُمید ظاہر کی کہ روس اور یوکرین کے درمیان مذاکرات کا دوسرا راونڈ نتیجہ خیز ثابت ہوگا۔ واضح رہے کہ اس سے قبل انڈیا نے سلامتی کونسل میں روس کے خلاف مذمتی قرارداد پر ہونے والی رائے شماری میں بھی حصہ نہیں لیا تھا۔ چنانچہ اب انڈیا اور پاکستان بھی یوکرین کے معاملے پر ایک ہی صف میں کھڑے نظر آرہے ہیں۔ پاکستان میں قائم غیرملکی مشنز میں سے 19 نے جنرل اسمبلی کے اجلاس کی شروعات سے قبل ہی ایک خط میں پاکستان پر اقوامِ متحدہ میں یوکرین کی حمایت کرنے پر زور ڈالا تھا۔ مگر اسی روز اعلیٰ ترین سرکاری حلقوں سے مصدقہ اطلاعات موصول ہوئی تھیں کہ پاکستان اس ووٹنگ کا حصہ نہیں بنے گا۔ کم از کم دو اعلیٰ حکومتی عہدیداروں نے میڈیا کو بتایا تھا کہ پاکستان اصولی مؤقف اختیار کرتے ہوئے کسی کی حمایت کرنا چاہتا ہے نہ مخالفت۔ ان اعلیٰ حکومتی عہدیداروں کا کہنا تھا کہ روس اور یوکرین کو اپنے معاملات افہام وتفہیم سے حل کرنے چاہئیں۔ پاکستان کے اس فیصلے کو کئی لوگ خوش آئند سمجھ رہے ہیں کہ ماضی کے برعکس پاکستان کسی ”سیاسی دھڑے“ کا حصہ نہیں بن رہا بلکہ افہام وتفہیم سے معاملات سلجھانے کی تلقین کررہا ہے۔ پاکستان کی طرف سے ایسا کرنا ایک حیران کن عمل بھی ہے کیونکہ اس سے پہلے پاکستان نے خطے میں سیاسی دھڑوں کا ساتھ دیا جبکہ ان کا ساتھ دینے کا براہِ راست اثر پاکستان کی معیشت اور ملک میں شورش کی شکل میں سامنے آیا۔ نتیجتاً پاکستان کو ایک وقت میں بین الاقوامی طور پر تنہا کیے جانے کا خطرہ بھی رہا۔

اگر ہندوستان کی بات کریں تو ایک طرف ہندوستان اور چین کے پڑوس میں واقع بحرالکاہل کے خطے میں عالمی طاقتوں کا آپسی تناؤ بڑھ رہا ہے اور یہاں پر چار ملکوں (امریکہ، جاپان، انڈیا اور آسٹریلیا) کا اتحاد قائم ہے تو وہیں روس کے پڑوس میں واقع بحرِ اوقیانوس کے گرد قائم ممالک کا اتحاد نیٹو روس کے لیے تشویش کا باعث ہے۔ مگر ہندوستانی وزیرِ خارجہ ایس جے شنکر نے حال ہی میں کہا ہے کہ بحرالکاہل اور بحرِ اوقیانوس میں صورتحال ایک جیسی نہیں ہے۔ انڈیا کو چین کے ساتھ اپنے سرحدی تنازعے پر مغرب بالخصوص امریکہ کی حمایت بھی درکار ہے مگر وہیں یہ روس سے اسلحے کا ایک بہت بڑا خریدار بھی ہے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ انڈیا کی جانب سے کسی بھی اسلحہ خریداری کی وجہ چین اور پاکستان ہی ہوتے ہیں۔ پاکستان اور چین میں بھی یہی صورتحال انڈیا کے متعلق ہے۔ چنانچہ دونوں پڑوسی ملک انڈیا اور پاکستان جن کے درمیان اب تک چار جنگیں لڑی جاچکی ہیں اور کئی مسلح تنازعات پیش آچکے ہیں، اس وقت اپنے اپنے مفادات کے پیشِ نظر اس نئی عالمی بازی پر مہرہ بننے سے انکاری نظر آرہے ہیں۔ **(بحوالہ بی بی سی لندن)**

Scanned with CamScanner

پردہ تقویٰ کا لباس، عزت کا تمغہ اور حیا کی دلیل ہے!

مولانا محمد شاہد سلیم قاسمی مولپوری

پچھلے دنوں کرناٹک کے علاقہ میں مسکان نامی ایک بچی نے کالج میں داخل ہوتے ہی (حجاب کے معاملہ پر) فرقہ پسند عناصر کا سامنا جس بہادری و شجاعت سے کیا (وہ ایک ایسی بہادر بیٹی ہی کرسکتی ہے، جس کا مقدر تاریخ بنانا ہوتا ہے، کیوں کہ انقلاب یا ارتقاء ہمیشہ قوت ہی کے اثر سے رونما ہوتا ہے، دنیا میں بھی بزدلوں نے کوئی انقلاب پیدا نہیں کیا، جو لوگ اپنا کوئی اصول، کوئی مقصد حیات اور کوئی نصب العین نہ رکھتے ہوں، بلند مقصد کے لئے قربانی دینے کا حوصلہ نہ رکھتے ہوں، اور جو خطرات ومشکلات کے مقابلہ کی ہمت نہ رکھتے ہوں۔۔۔ ایسے لوگوں کا کوئی قابل ذکر کارنامہ انسانی تاریخ میں نہیں پایا جاتا) پوری دنیا سے اس بیٹی کو مبارک باد پیش کی گئیں اور واقعۃً وہ مبارک بادی کی مستحق ہے، اللہ تعالی اس بچی کو اپنے حفظ وامان میں رکھیں، آمین!

حیا سے حسن کی قیمت دوچند ہوتی ہے
نہ ہو جو آب؛ تو موتی کی آبرو کیا ہے؟

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں نعمت اسلام سے نوازا اور ایسی شریعت عطا کی جس میں صحیح عقیدہ عمدہ اخلاق اور کردار کی پاکیزگی کی اعلی تعلیم ہے، پاکیزہ معاشرہ اور صاف ستھری سوسائٹی کے لئے عورت کا بہت بڑا کردار ہے، کیوں کہ عورت معاشرے کی بنیادی اکائی ہے، کائنات کی رنگارنگی اور تنوع میں عورت کا کلیدی کردار ہے، اور اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن وحدیث نے جا بجا عورت کی عظمت اور اہمیت کو اجاگر کیا ہے، اور عورت کے وجود کو معاشرے کی تشکیل، تعمیر اور بقا کا ضامن قرار دیا ہے، کیوں کہ ایک بہترین عورت ہی انسانی تہذیب وتمدن کی بنیاد رکھ سکتی ہے، جب ایک عورت اپنی اصلاح کر کے اسلامی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرے تو معاشرہ کو ترقی سے ہم کنار کر سکتی ہے، نیز ایک باوقار اور اثر انگیز خاندان کی تشکیل وتعمیر کے مختلف مواقع میں مثبت کردار ادا کرتی ہے۔

معاشرہ کا یہ باوقار آب گینہ (عورت) کے لئے اسلام کے دیگر احکام کے ساتھ ساتھ پردے کا حکم ایک خاص اہمیت وتوجہ کا حامل ہے، ویسے تو پردہ اور حجاب ہر مذہب کی تعلیم کا بنیادی اور اہم حصہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اسے فطری ضرورت کہا جاتا ہے، جس کا کوئی بھی عقلمند انکار نہیں کرسکتا، دیکھیے! ہندو مذہب میں سیتا جی کو ایک آئیڈیل خاتون مانا گیا ہے، جنہوں نے دشمنوں کے بیچ رہ کر بھی اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کی اور اپنی آبرو پر کوئی دھبہ لگنے نہیں دیا، تورات کی تعلیمات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہودی مذہب میں بھی عورتوں کے لئے پردہ کا حکم تھا، عیسائیوں کے یہاں حضرت مریم کی شخصیت آئیڈیل اور نمونہ ہے، اور آج بھی چرچ کی راہبات سوائے چہرہ کے پورے جسم کو چھپانے والا ڈھیلا ڈھالا لباس پہنتی ہیں۔ لیکن اسلام میں پردہ کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے، نیز مرد وزن کو ستر پوشی کے ساتھ شرم وحیاء کو بھی مقدم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، خواتین کو مستورات بھی کہا جاتا ہے، اور مستور کا مطلب ہے چھپا ہوا، عورت گھر کی دولت ہے، اور دولت کو گھر میں چھپا کر رکھا جاتا ہے، ہر ایک کو دکھانے سے خطرہ ہے کہ کوئی چوری کرلے، عورت گھر میں ایسی ہے جیسے چمن میں پھول اور پھول چمن میں ہی ہرا بھرا رہتا ہے، اگر توڑ کر باہر لایا جائے گا تو مرجھا جائے گا، اسی طرح عورت کا چمن اس کا گھر اور اس کے بال بچے ہیں، اسے بلا وجہ باہر نہ لاؤ، ورنہ مرجھا جائے گی، عورت صنف نازک ہے اور نازک چیزوں کو پتھروں سے دور رکھتے ہیں اور معلوم ہونا چاہیے کہ عورت انمول موتی کی طرح ہے، جس میں شرم وحیاء مردوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہوتی ہے اور یہی شرم وحیاء دین اسلام کی پہلی ترجیح ہے، اسلام نے مرد اور عورت کے فطری تقاضوں اور تخلیقی امتیازات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا دائرہ کار متعین کیا ہے، عورت کو گھر کی ملکہ قرار دیتے ہوئے اسے آنے والی نسلوں کی تعلیم وتربیت جیسی اہم ذمہ داری سونپی، نیز معاش اور دیگر بیرونی معاملات کا ذمہ مرد کو سونپا گیا، اور اسلام نے ہی عورت کو عزت واحترام کے اعلی مقام پر بٹھایا، اسے خوبصورت اور نازک آب گینہ قرار دیا ہے۔ بقول اقبال مرحوم:

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اس کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں

پردہ کی حدود مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کے لئے زیادہ ہے اور اس کی وجہ بالکل واضح ہے اور فطرت کی آواز ہے، اللہ تعالی نے تخلیقی طور پر عورتوں کے اندر مردوں کے مقابلہ میں زیادہ کشش رکھی ہے اس لئے دنیا کے تمام ہی مذاہب میں اس کی رعایت ہے، اور اسلام میں خواتین کے لئے چہرہ چھپانا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تاکیدی حکم ہے، قرآن مقدس میں ارشاد ربانی ہے: اے نبی! آپ اس پر اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلم عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنے اوپر اپنی چادریں پھیلا لیا کریں، یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے، تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں، اللہ غفور رحیم ہے۔ (الاحزاب ۵۹) ارشاد نبوی ہے کہ عورت اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں مستور ہو، حضرت ام ورقہ نے غزوہ بدر میں شرکت کی اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ! اپنے گھر میں آرام سے بیٹھو! انسان کا سب سے قیمتی جوہر عفت وعصمت ہے، جس کی حفاظت اس وقت ہوسکتی ہے کہ مرد عورت ایک دوسرے سے الگ رہیں، جس سماج میں عورتیں گھروں سے نکل کر بے ضرورت نقل وحرکت کرتی ہیں اس سماج سے عفت وعصمت کا خاتمہ ہونے لگتا ہے، اور اگر اضطراری مواقع میں باہر نکلے بھی تو ایسے مواقع پر پردہ کا حکم ہے کہ عورت سر سے لے کر پیر تک لمبا برقع یا چادر اوڑھے، جس میں جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو، قرآن میں ارشاد ہے: یدنین علیھن من جلابیبھن (الاحزاب/۵۹) کہ اپنے اوپر اپنی چادر میں پھیلا لیا کریں، پھر سورۃ النور میں ارشاد باری ہے: اے نبی! مومنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے پاکیزہ طریقہ ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے، اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے کہ جو ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی چادروں کے آنچل ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔ (سورۃ النور ۲۴ تا ۳۱) پردہ کے احکامات بیان کرکے اللہ تعالی نے مومنین سے کہا: وتوبوا الی اللہ جمیعا آیہ المومنون لعلکم تفلحون) اے ایمان والو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو، تاکہ تمہیں فلاح (دنیا وآخرت کی کامیابی) نصیب ہو۔ (سورہ النور ۳۱)

حضرت علی سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ بتلاؤ! عورت کے لئے کون سی بات سب سے بہتر ہے؟ اس پر صحابہ خاموش ہوگئے اور کسی نے جواب نہ دیا، حضرت علی نے گھر آکر حضرت فاطمہ سے پوچھا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا ہے؟ حضرت فاطمہ نے فرمایا: کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں، نہ مردان کو دیکھیں" حضرت علی نے یہ جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ فاطمہ میری لخت جگر ہیں، یعنی اس لئے وہ خوب سمجھیں۔ (البزار و دارقطنی) آپ دیکھ رہے ہیں کہ دنیا بھر میں ایک منصوبہ کے تحت فحاشی پھیلائی جارہی ہے اور پردہ کے خلاف مہم زوروں پر ہے، بلکہ اب تو بہت سی جگہوں میں پردہ کرنے پر پابندی عائد کرنے کی کوشش جاری ہے، (جیسا کہ پچھلے کئی دنوں سے کرناٹک اور اس کے بعد ملک میں مختلف جگہوں پر کچھ نادان اور ناہنجار لوگوں نے اسکول اور کالجز میں پردہ کے خلاف ہنگامہ برپا کیا ہوا ہے، یہاں تک کہ بات اب کورٹ کچہری تک پہنچ گئی ہے لیکن۔ اس سے مسلم بچیوں میں پردہ وحجاب کو لے کر بیداری دکھائی دے رہی ہے، خدا کرے یہ بیداری ہمیشہ باقی رہے، اب ہماری بچیاں یہ یاد رکھیں کہ! جن اداروں، فیکٹریوں اور ممالک میں چہرہ کے پردہ پر پابندی ہو، وہاں مسلم خواتین کا جانا مناسب نہیں، البتہ اگر شرعی مجبوری ہو تو کچھ تدابیر اختیار کر کے بآسانی پردہ کیا جاسکتا ہے۔ (۱) چہرہ پر ڈسٹ ماسک پہن لیں؛ کیوں کہ ماسک پہنے پر دنیا میں کہیں بھی پابندی نہیں اور عام طور پر آلودگی سے بچنے کے لئے اسے پہنا بھی جاتا ہے۔ (۲) آنکھوں کو چشمہ اور پیشانی کو بڑی ٹوپی یا کیپ پہن کر چھپایا جاسکتا ہے۔ (۳) اسی طریقہ سے بالوں کو اپنی ٹوپی، کوٹ یا جیکٹ میں چھپایا جاسکتا ہے۔ (۴) گردن کو چھپانے کے لئے بڑے کالر والا کرتا استعمال کریں۔ (۵) ہاتھوں پر دستانے یا پاؤں میں جرابیں پہن لیں اور ٹخنوں سے نیچے تک پانجامہ یا شلوار رکھیں۔ (۲) اگر سرد علاقہ ہو تو یہ سب کرنے کے بعد ایک بڑی چادر جسم پر لپیٹ لیں، سردی سے بچاؤ بھی ہوگا اور پردہ بھی مزید کامل ہوجائے گا۔ یاد رکھئے! جو کچھ اپنے اختیار میں ہے اس میں ہرگز غفلت نہ کریں، زیادہ ثواب کی امید رکھیں، اور یہ سمجھے کہ ان وقتی حالات سے اللہ تعالی امتحان لے رہے ہیں، اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ میری بندی ناموافق حالات کے باوجود احکام الہی پر عمل کرکے اپنے پروردگار سے حقیقی محبت کا ثبوت دے رہی ہیں، نیز ہماری مائیں بہنیں اپنی حیثیت کو پہچانیں وہ ان ہوس خور مردوں کی سازشوں کا شکار نہ ہوں جو آزادی نسواں کے نام پر عورتوں کو اپنی ہوس کا شکار بناتے ہیں، فیشن کے نام پر مغرب کی ذہنی غلامی اختیار نہ کریں ایسے بے دین لوگوں کے ہتھکنڈوں سے دل گرفتہ بھی نہ ہوں اور اپنا دین ہاتھ سے جانے نہ دیں۔

موجودہ حالات میں ہم مردوں کی ذمہ داری ہے کہ عورتوں کو پردے کے مسائل واحکام بتائیں، ان کی اسلامی تربیت کریں اور انہیں حجاب کا پابند بنائیں تاکہ عورتیں اپنے اللہ کے سامنے جواب دہی کا خوف پیدا کریں اور اپنے گھروں میں نامحرم مردوں سے مکمل پردہ کریں! نامحرم۔۔۔ جن سے خواتین کے لئے پردہ ضروری ہے، وہ... اجنبی مرد، شوہر کے پھوپھا، خالو، ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد، چچازاد، خالو، پھوپھا، جیٹھ، دیور، شوہر کا بھتیجا بھانجا، بہنوئی، نندوئی، شوہر کے چچا ماموں وغیرہ۔

یاد رکھیے کہ! مرد کی حیاء دار آنکھیں اور عورت کا پردہ دار جسم ہی ایک پاکیزہ معاشرے اور حقیقی فلاحی ریاست کا ضامن ہے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ پردہ خواتین کے لئے نعمت ہے جو ان کو وقار عطا کرتا ہے، آیئے! پردہ کے فوائد پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ پردہ عورت کی عزت وآبرو کا محافظ ہے، پردہ سے شرم گاہ اور نظر کی حفاظت رہتی ہے، پردہ دلوں کی پاکیزگی اور طہارت کا ذریعہ ہے، پردہ نسوانی حسن کا محافظ ہے، پردہ عورت کی فطری حیاء کا تقاضا ہے، پردہ چھوٹے بڑے کئی گناہوں سے رکاوٹ ہے، پردہ مسلمان عورت کا شعار ہے، باپردہ عورت اللہ کی حفاظت میں ہے، باپردہ عورت اپنے رب کے زیادہ قریب ہے، پردہ شیطان اور اس کے آلہ کاروں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے، پردہ تقوی کا لباس، عزت کا تمغہ، حیاء کی دلیل اور دل ودماغ کا محافظ ہے، پردہ عورت کو فاسقوں کی شرارت اور انسان نما بھیڑیوں کی تیز نظروں سے محفوظ رکھتا ہے، پردہ زنا، بدنظری اور ناجائز بات چیت سے روکتا ہے، پردہ ایسا شرعی حکم ہے کہ اس میں دین ودنیا کا فائدہ ہے، پردہ معاشرتی امن کا ذریعہ ہے، پردہ عورت کے نیک ہونے کی دلیل ہے۔

بے پردگی کے نقصانات:

بے پردگی اللہ تعالی سے بغاوت ہے، بے پردگی جاہلیت اور مغربی تہذیب کی تقلید ہے، بے پردہ عورتیں تہمتوں کا شکار ہوتی ہیں، بے پردگی حیاء کی کمی کی دلیل ہے، بے پردہ عورتیں لوگوں کی بری نظروں کا نشانہ بنتی ہے اور یہ زہریلے تیر عورت کے جسم وروح کو چھلنی کردیتے ہیں، بے پردہ عورت اللہ کی غیرت کو للکارنے والی ہے، بے پردہ عورت اپنی حفاظت نہیں کر پاتی اور بسہولت شیطان کے جال کی شکار ہوجاتی ہے اور ہر وقت اللہ کی ناراضگی میں رہتی ہے وغیرہ۔ اور یاد رکھیے! کہ بے پردگی بہت سی معاشرتی برائیوں کا سبب بنتی ہے جن میں سب سے اہم زنا کی کثرت ہے، ہم ان لبرل خیال لوگوں سے سوال کرتے ہیں کہ کیا تعلیم کے حصول کے لئے مخلوط تعلیم ضروری ہے؟ کیا بے حجابی اور نیم عریانی کے بغیر کوئی لیکچر سمجھ میں نہیں آئے گا؟ کسی مضمون کو سمجھنے کے لئے زیب وزینت والا چہرہ ہی ضروری ہے؟ اور کیا چھوٹے اور چست لباس کے بغیر کوئی کتاب سمجھی نہیں جاسکتی؟ اور کیا کلچر کے نام پر والدین کے سامنے بیٹیوں کو اسٹیج پر نچوانا حصول تعلیم کے لئے ضروری ہے؟ افسوس ہے کہ یہ سب بے حیائی کے کام حصول تعلیم کے تحت کئے جاتے ہیں، اور ان حالات میں رفتہ رفتہ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگ ایڈز کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں، اسقاط حمل کی وجہ سے لاکھوں جانوں کا ضائع ہونا کوئی انہونی بات نہیں، پھر محبت میں ناکامی پر خودکشی کے معاملات مزید برآں؟ یہ سب اللہ کے بنائے ہوئے قانون کا مذاق اور فطرت کے خلاف جنگ کا نتیجہ ہے، اللہ تعالی ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے اور اپنے حکموں پر عمل کی توفیق بخشے۔

Scanned with CamScanner

اخبارِ جہاں

محمد عادل فریدی

روس یوکرین جنگ میں اب تک 9166 روسی فوجی مارے گئے

یوکرین کی فوج نے جمعہ کو دعویٰ کیا کہ اس نے ملک پر 24 فروری کو ہونے والے حملے کے بعد سے 9,166 روسی فوجیوں کو ہلاک کیا ہے۔ یوکرین کی مسلح افواج کے جنرل اسٹاف نے اپنے آفیشل فیس بک پر کہا کہ یوکرین کی فوج نے 9166 روسی فوجیوں کو ہلاک کیا، اس کے علاوہ 251 ٹینک، 939 بکتر بند جنگی گاڑیاں، 105 آرٹلری سسٹم، 18 اینٹی ایئر کرافٹ سسٹم، 33 طیارے، 37 ہیلی کاپٹر اور 404 گاڑیوں کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ (یو این آئی)

پشاور میں نماز جمعہ کے دوران مسجد میں دھماکہ؛ 56 افراد جاں بحق، 190 سے زائد زخمی

پاکستانی شہر پشاور میں قصہ خوانی بازار کے علاقے کوچہ رسالدار کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے دوران خودکش دھماکہ ہوا، جس میں 56 افراد جاں بحق جبکہ 190 سے زائد زخمی ہو گئے ہیں۔ اخبار ڈان کے مطابق لیڈی ریڈنگ ہسپتال (ایل آر ایچ) کے ترجمان محمد عاصم خان نے کہا کہ جاں بحق افراد کی تعداد 56 ہے، جبکہ زخمی ایل آر ایچ منتقل کیے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شدید زخمیوں کو بروقت طبی سہولیات فراہم کی گئی ہیں، تاہم چند زخمیوں کی حالت تشویشناک ہے۔ حکومت خیبر پختونخوا کے ترجمان بیرسٹر محمد سیف نے تصدیق کی کہ دھماکہ خودکش تھا جس میں دو حملہ آور ملوث تھے۔ ترجمان نے کہا کہ زخمیوں کی تعداد میں اضافے کا خدشہ ہے جس کے پیش نظر ایل آر ایچ میں ریڈ الرٹ کرتے ہوئے اضافی طبی عملے کو بلایا گیا ہے۔ کیپٹل سٹی پولیس افسر (سی سی پی او) محمد اعجاز خان نے بتایا کہ شیعہ جامع مسجد میں 2 حملہ آوروں نے گھسنے کی کوشش کی اور ڈیوٹی پر موجود پولیس اہلکاروں پر فائرنگ کی۔ پولیس ٹیم پر حملے کے بعد جامع مسجد میں زوردار دھماکہ ہوا۔ ابھی تک دھماکے کی ذمہ داری کسی نے قبول نہیں کی ہے۔ صدر مملکت ڈاکٹر عارف علوی اور وزیر اعظم عمران خان نے دھماکے کی مذمت اور گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ انہوں نے شہدا کے لواحقین سے اظہار ہمدردی، شہدا کے لیے دعائے مغفرت اور زخمیوں کی جلد صحتیابی کی دعا کی، ساتھ ہی چیف سیکریٹری اور آئی جی خیبر پختونخوا سے واقعے کی رپورٹ طلب کی ہے۔ (یو این آئی)

کوئی طاقت ویژن 2030 کو ناکام نہیں کر سکتی: محمد بن سلمان

ایک امریکی میگزین ''دی اٹلانٹک'' کو انٹرویو دیتے ہوئے سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے ویژن 2030 کی کامیابی کی یقین دہانی کراتے ہوئے کہا کہ دنیا کی کوئی طاقت ویژن 2030 کو ناکام نہیں کر سکتی۔ انہوں نے کہا کہ وژن کو ناکام کرنے والوں کی کوششوں سے پروگرام کی رفتار زیادہ سے زیادہ 5 فیصد تک سست ہو سکتی ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اسرائیل کے حوالے سے ان کا کہنا تھا ''ہم اسرائیل کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے، ہم اسے اپنا ممکنہ اتحادی سمجھتے ہیں تاکہ مشترکہ مفادات کو مل کر حاصل کیا جائے۔ مگر وہاں تک پہنچنے کے لیے ہمیں کچھ مسائل حل کرنا ہوں گے، ہم امید کرتے ہیں کہ اسرائیل اور فلسطین کے درمیان تنازعہ حل ہو جائے گا۔'' انہوں نے کہا کہ وہ ایران کے ساتھ بھی تعلقات بہتر بنانے کی بھی کوشش میں مصروف ہیں۔ (یو این آئی وڈوئچے ویلے)

ایران کے ساتھ جوہری معاہدہ یقینی نہیں: امریکہ

امریکہ نے کہا ہے کہ تہران اور عالمی طاقتوں کے درمیان جاری جوہری مذاکرات کے نتیجے میں ایک ڈیل ممکن ہے، مگر اب بھی متعدد نکات پر موجود اختلاف ایسے کسی معاہدے کو غیر یقینی بنا رہا ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ کی نائب ترجمان جالینا پورٹر نے کہا ہے کہ ایران کے ساتھ جاری جوہری مذاکرات میں نمایاں پیش رفت ہوئی ہے۔ ویانا میں تہران اور چھ عالمی طاقتوں امریکہ، روس، چین، برطانیہ، فرانس اور جرمنی کے وفود 2015 کے عالمی جوہری معاہدے کی بحالی کی کوشش میں ہیں، اس سے قبل یورپی سفارتی ذرائع کے حوالے سے یہ بات سامنے آئی تھی کہ یہ مذاکرات اپنے حتمی مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں۔ (ڈوئچے ویلے)

ای ایم اے نے 6-11 سال کے بچوں کے لیے موڈرنا ویکسین کو دی منظوری

یورپی میڈیسن ایجنسی (ای ایم اے) نے 6 سے 11 سال کی عمر کے بچوں کے لیے موڈرنا کورونا وائرس ویکسین کو منظوری دے دی ہے۔ ای ایم اے کے افسر مارکو کیویلری نے بتایا کہ چھوٹے بچوں کو بڑے بچوں اور بالغوں کو دی جانے والی ویکسین کی نصف خوراک دی جائے گی۔ مسٹر کیویلری نے کہا کہ موڈرنا شاٹ کو ان لوگوں کو بوسٹر ڈوز کے طور پر دیے جانے کی کی سفارش کی جا رہی ہے، جنھیں دیگر ٹیکے لگے ہیں۔ (یو این آئی)

یمن بحران: سلامتی کونسل نے حوثی باغیوں پر ہتھیاروں کی پابندی عائد کی

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے یمن میں حوثی باغیوں پر ہتھیاروں کی پابندی عائد کر دی ہے۔ عرب نیوز کے مطابق متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب پر متعدد ڈرون اور میزائل حملوں کے دعوے کے بعد پیر کو اقوام متحدہ کی سکیورٹی کونسل نے یمن کے حوثی باغیوں پر ہتھیاروں کی پابندی عائد کر دی ہے۔ متحدہ عرب امارات کی تجویز پر اقوام متحدہ کی سکیورٹی کونسل نے حوثی باغیوں پر ہتھیاروں کی پابندی لگائی ہے، اس اقدام سے متعدد حوثی رہنماؤں سے پہلے سے لگائی گئی پابندیوں کو پورے گروپ پر لاگو کیا گیا ہے، سلامتی کونسل میں اس پابندی کے حق میں 11 ووٹ پڑے جبکہ سکیورٹی کے چار ممبران آئرلینڈ، میکسیکو، برازیل اور ناروے نے ووٹ دینے سے گریز کیا۔ (بصیرت آن لائن)

تنزانیہ کی عدالت نے اپوزیشن رہنما کو دہشت گردی کے مقدمے سے بری کر دیا

تنزانیہ کی ایک عدالت نے دہشت گردی کے مقدمے کا سامنا کرنے والے اپوزیشن رہنما فریمین مبووے کو فوری طور پر رہا کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔ مبووے کے حامی ان الزامات کو سیاسی انتقام قرار دیتے رہے ہیں۔ حالیہ کچھ عرصے میں صدر سامیا سوہولو حسن کو اس مقدمے کے خاتمے کے لیے شدید دباؤ کا سامنا تھا۔ چدیما پارٹی کے سربراہ مبووے اور ان کے تین دیگر ساتھی دہشت گردانہ کارروائی کے الزام کے تحت پچھلے سات ماہ سے جیل میں تھے۔ (ڈوئچے ویلے)

تعلیم و روزگار

دارالعلوم الاسلامیہ میں ختم بخاری شریف کا اجلاس ۱۷؍مارچ کو

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی قائم کردہ صوبہ بہار کی مشہور و معیاری دینی درسگاہ دارالعلوم الاسلامیہ رضا نگر گون پورہ، پھلواری شریف، پٹنہ میں ختم بخاری شریف کا عظیم الشان اجلاس عام مورخہ ۱۷؍مارچ ۲۰۲۲ء مطابق ۱۳؍شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ روز جمعرات کو بوقت ۹؍بجے صبح زیر صدارت مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ و سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر منعقد ہوگا۔ دارالعلوم الاسلامیہ کے سکریٹری مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے میڈیا کو بتایا کہ دارالعلوم الاسلامیہ میں الحمدللہ حفظ قرآن کریم مع تجوید کے علاوہ اعدادیہ سے فضیلت تک کی معیاری تعلیم ہو رہی ہے اور چار سو سے زائد طلبہ اس مدرسہ میں زیر تعلیم ہیں۔ دورۂ حدیث میں ۳۱؍طلبہ شریک تھے، جنہوں نے ماہر اساتذہ حدیث سے صحاح ستہ کے درس کی تکمیل کی اور حسب روایت بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھ کر باقاعدہ دورۂ حدیث مکمل کر کے فضیلت حاصل کریں گے۔ انہوں نے اجلاس کے تعلق سے بتایا کہ مہمان خصوصی کی حیثیت سے حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب مدظلہ نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ و استاذ حدیث دارالعلوم وقف دیوبند و دیگر علماء کرام کی بھی شرکت ہوگی۔ بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس حضرت مولانا محمد منت اللہ قاسمی مدظلہ العالی شیخ الحدیث دارالعلوم الاسلامیہ دیں گے، نیز ملک کے مشہور و معروف علماء کرام کا خطاب ہوگا اور دعا ہوگی۔ ساتھ ہی طلبہ دارالعلوم الاسلامیہ اردو عربی، انگریزی اور ہندی میں دلچسپ تقریری پروگرام بھی پیش کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ اکابر کا تجربہ رہا ہے کہ بخاری شریف کے ختم کے موقع پر دعائیں قبول ہوتی ہیں، اسی لیے اکابر محدثین بخاری شریف کے ختم کے موقع پر دعاؤں کا اہتمام کرتے تھے۔

واضح ہو کہ اس اجلاس عام میں فاضل دیوبند مولانا ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی گیسٹ فیکلٹی رام لکھن سنگھ یادو کالج بتیا کی مرتب کردہ کتاب ''علامہ سید مناظر احسن گیلانی؛ احوال و آثار'' کا اجراء بھی حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی اور معزز علماء کرام کے ہاتھوں عمل میں آئے گا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی یہ کتاب علامہ گیلانی کی حیات و خدمات کے مختلف پہلوؤں پر مشاہیر صاحبان علم قلم کے وقیع مضامین و مقالات کا مجموعہ ہے۔

منت فاؤنڈیشن کے تحت سوپول میں ''امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی اور عصری تعلیم'' کے عنوان پر سیمینار ۱۳؍مارچ کو

منت فاؤنڈیشن سوپول اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی کے اشتراک سے ''امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی اور عصری تعلیم'' کے عنوان پر سیمینار کا انعقاد ۱۳؍مارچ ۲۰۲۲ء روز اتوار کو صبح دس بجے سے ہوگا۔ امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ و سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب اس سیمینار کی صدارت فرمائیں گے۔ اس موقع سے اسی عنوان کے تحت حضرت امیر شریعت سابعؒ کی حیات و خدمات پر اہل قلم حضرات کے لکھے گئے مقالات و مضامین کے مجموعہ کی نقاب کشائی بھی حضرت امیر شریعت اور علماء و دانشوران کے ہاتھوں ہوگی۔ اس مجموعہ کو حافظ محمد ناصر احسان رحمانی سکریٹری منت فاؤنڈیشن نے مرتب کیا ہے۔

سیمینار کے حوالہ سے منت فاؤنڈیشن کے سرپرست اور امارت شرعیہ کے رکن شوریٰ جناب محمد احسان الحق نے میڈیا کو بتایا کہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ساتویں امیر شریعت خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ اکیسویں صدی کی ایسی ہی نابغہ روزگار شخصیتوں میں سے تھے جنہوں نے علم و حکمت، قیادت و سیادت کی ایسی تاریخ رقم کی ہے، جو آنے والی کئی نسلوں تک یاد کی جاتی رہے گی۔ انہوں نے بتایا کہ منت فاؤنڈیشن کا قیام حضرتؒ کی سرپرستی میں ہی ہوا تھا اور حضرتؒ تاعمر اسکی سرپرستی فرماتے رہے، اور اب یہ ادارہ حضرت کے جانشین موجودہ امیر شریعت سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی سرپرستی میں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ مومن کا فیض ہی ہے کہ کم مدت میں اس ادارہ نے تعلیمی میدان میں اپنی شناخت قائم کی اور آج اس کے تحت غنیمت حسین انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی، کے آر سی این مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی اور اکیڈمی آف اکسلینس پٹنہ جیسے کئی ادارے چل رہے ہیں، جنہوں نے تعلیمی اداروں کی بھیڑ میں اپنی الگ پہچان قائم کی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرتؒ کے سانحہ ارتحال کے بعد سے ہی میرا ارادہ تھا کہ حضرت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو جو ہم سب کے لیے نشان منزل کی حیثیت رکھتے ہیں لوگوں کے سامنے لایا جائے۔ یہ منت فاؤنڈیشن پر ایک قرض تھا جس کی ادائیگی ضروری تھی۔ انہوں نے بتایا کہ اس سیمینار کے لیے حضرت نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب استاذ دارالعلوم وقف دیوبند، ڈاکٹر سید تقی الدین ندوی فردوسی خانقاہ فردوسیہ منیر شریف، قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب، قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ، مفتی تسیم احمد قاسمی دہلی، سینئر صحافی ریحان غنی، مولانا عبد السبحان رحمانی جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا رضوان احمد ندوی معاون مدیر نقیب، ڈاکٹر وقار الدین لطیفی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ دہلی، ڈاکٹر محمد اعجاز احمد صاحب سابق چیئرمین بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ، مولانا نوشاد احمد نوری استاذ دارالعلوم وقف دیوبند، مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ کے علاوہ چالیس سے زیادہ علماء و دانشوران نے اپنے وقیع مضامین و مقالات بھیجے اور سیمینار میں شرکت کی دعوت قبول کی۔ جناب احسان الحق صاحب نے بتایا کہ اس مجموعہ مضامین پر حضرت مولانا عمرین محفوظ رحمانی مالیگاؤں خلیفہ مجاز حضرت امیر شریعت سابعؒ نے وقیع مقدمہ تحریر کیا ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ منت فاؤنڈیشن کی جانب سے حضرت امیر شریعتؒ کے حق میں نہ صرف یہ سچی خراج عقیدت ہوگی بلکہ آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں کو اجاگر کرتی ہوئی یہ بیش قیمت تحریریں پڑھنے والوں کے لیے ایک قیمتی دستاویز ثابت ہوں گی۔ انہوں نے سبھی مقالہ نگاروں کے ساتھ ساتھ مجموعہ کو تیار کرنے اور سیمینار کے انعقاد میں معاونت کرنے والے تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

امارت شرعیہ کئی اہم منصوبوں کی تکمیل کی طرف گامزن

دعاۃ ومبلغین کی بحالی کے لیے تحریری وتقریری امتحان صاف شفاف ماحول میں اختتام پذیر

امارت شرعیہ کے شعبۂ تبلیغ وتنظیم میں دعاۃ ومبلغین کی بحالی کے لیے امتحان صاف شفاف ماحول میں منعقد ہوا، پہلے راؤنڈ میں تحریری امتحان میں ایک سوتین امیدوار شریک ہوئے، تحریری امتحان کے بعد تمام امیدواروں کا تقریری امتحان ہوا، نیز ان کا ایم پی کیوٹیسٹ بھی تحریری وتقریری دونوں شکل میں ماہر نفسیات ڈاکٹر آصف علی خان صاحب کے ذریعہ لیا گیا۔ امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے میڈیا کو بتایا کہ سبھی امتحان صاف شفاف اور پرامن ماحول میں منعقد ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ شعبہ تبلیغ وتنظیم کے ذمہ دار نائب ناظم مولانا مفتی محمد سہراب ندوی، ان کے رفقاء ودیگر ذمہ داران وکارکنان امارت شرعیہ پرامن اور نقل سے پاک امتحان منعقد کرانے کے لئے مستقل چاک وچوبند اور سرگرم رہے۔ کاپیوں کی جانچ بھی ناموں کے ساتھ نہیں بلکہ کوڈ نمبر کے ساتھ کی گئی، تقریری امتحان میں بھی ناموں کے بجائے رول نمبر سے امیدوار کو بلانے کا نظم کیا گیا ہے، غرض کہ شفافیت کے لیے جو بھی صورتیں عمل میں لائی جاسکتی تھیں سب عمل میں لائی گئی ہیں، تاکہ امیدواروں کا صاف شفاف اور غیر جانبدارانہ انتخاب ہوسکے اور شعبہ کو باصلاحیت افراد مل سکیں۔

انہوں نے کہا کہ امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی نگرانی وسرپرستی میں امارت شرعیہ کے سبھی شعبہ جات ترقی کی راہ پر رواں دواں ہیں۔ جس شعبہ میں افراد کار کی ضرورت ہے، وہاں باصلاحیت افراد کی بحالی بھی ہورہی ہے۔ امارت شرعیہ کا شعبہ تبلیغ وتنظیم اس کے بنیادی شعبوں میں سے ہے اور امارت شرعیہ کی مضبوطی واستحکام حقیقت میں اس شعبہ کی مضبوطی واستحکام پر منحصر ہے۔ حضرت امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پانچ سالہ دور امارت میں اس شعبہ میں تقریبا چالیس باصلاحیت علماء ودعاۃ کی بحالی کی۔ لیکن کاموں کی وسعت کی وجہ سے یہ تعداد بھی ناکافی ہے اس لیے حضرت امیر شریعت ثامن دامت برکاتہم نے اس شعبہ میں مزید علماء کرام کی بحالی کو اپنے اولین ایجنڈا میں شامل فرمایا اور اس سال کے لیے اس کی افرادی قوت کو کم از کم سو تک پہونچانے کا ہدف متعین کیا۔ حضرت کی ہدایت کے مطابق بحالی کے لیے اعلان نکالا گیا، امیدواروں سے آن لائن درخواستیں طلب کی گئیں اور انہیں تحریری اور تقریری امتحان کے لیے مرکزی دفتر بلایا گیا۔ آج پہلے مرحلہ میں ایک سوتین امیدواروں نے دونوں امتحانوں میں شرکت کی۔ امتحان کے سوالات طے کرنے سے لے کر امتحان کے انعقاد تک کے تمام معاملات کی عمومی نگرانی حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت کے مطابق نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے فرمائی۔

مولانا موصوف نے بتایا کہ اس شعبہ کے علاوہ امارت شرعیہ کے دیگر شعبہ جات میں بھی باصلاحیت افراد کی حسب ضرورت بحالی ہونی ہے، بیت المال امارت شرعیہ میں اکاؤنٹ کے عہدہ پر بھی بحالی ہوگی، امارت شرعیہ کے تحت اس تعلیمی سال سے تین اسکول قائم ہورہے ہیں، ان کے لیے معلمین ومعلمات کی بھی بحالیاں ہوں گی۔ اس کے علاوہ گذشتہ دو ماہ میں امارت شرعیہ کی زیر نگرانی مزید پچاس خودکفیل مکاتب قائم ہوچکے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے، انہوں نے کہا کہ اسکولی تعلیم میں مسلم طلبہ وطالبات کو باصلاحیت بنانے کی غرض سے مضبوط کوچنگ کا نظم بھی حالیہ دنوں میں شروع کیا گیا ہے اور مزید کئی مقامات پر یہ پروگرام زیر غور ہے۔

تحریری وتقریری امتحانوں کے لیے ممتحن حضرات کی باقاعدہ ٹیم بنائی گئی تھی اور ان کے ذریعہ مکمل نگرانی کے ساتھ دونوں امتحان کا انعقاد ہوا۔ نگراں اور ممتحنین میں مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، جناب الحاج عارف صاحب رحمانی ناظم جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا نور الحق رحمانی استاذ المعہد العالی، مولانا مفتی تبریز عالم قاسمی صدر مدرس دار العلوم الاسلامیہ، مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم، مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم، مولانا مفتی ریاض احمد قاسمی استاذ جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا رضوان احمد ندوی معاون مدیر نقیب، مولانا عبد اللہ جاوید قاسمی شعبہ تنظیم، مولانا شاہنواز عالم مظاہری آفس انچارج شعبہ تنظیم وتبلیغ، مولانا مفتی آفتاب عالم قاسمی استاذ دار العلوم الاسلامیہ، مولانا مشیر عالم قاسمی، استاذ دار العلوم الاسلامیہ، مولانا مفتی امتیاز عالم قاسمی استاذ المعہد العالی، مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی امارت شرعیہ، مولانا نجیب اللہ ندوی دار القضاء امارت شرعیہ، مولانا امام الدین قاسمی دار القضاء امارت شرعیہ، مولانا محمد اویس عالم ندوی دار القضاء امارت شرعیہ، مولانا محمد عادل فریدی وغیرہ شریک تھے۔

امارت پبلک اسکول کا افتتاح کٹیہار میں ۸، کٹک میں ۲۱/ اور پورنیہ میں ۲۵/مارچ کو

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی نگرانی میں گاندھی نگر رامپارہ کٹیہار، گلاب باغ پورنیہ اور پینشن لین بخشی بازار کٹک، اڈیشہ میں امارت پبلک اسکول کا قیام عمل میں آیا ہے، اس اسکول میں CBSE کے طرز پر ماہر اساتذہ کی نگرانی میں آپ کے بچوں اور بچیوں کے لئے معیاری تعلیم وتربیت کا نظم دینی ماحول میں کیا جائے گا۔ اسکول میں تعلیم کا آغاز اسی تعلیمی سال 2022-2023 سے ہورہا ہے۔ اسکول کا افتتاح امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کے دست مبارک سے مورخہ ۸/ مارچ ۲۰۲۲ء روز منگل صبح دس بجے ہوگا۔ اسکول کی افتتاحی تقریب کے بعد صبح ساڑھے دس بجے سے جامع مسجد رام پاڑہ کٹیہار میں حضرت امیر شریعت کی صدارت میں اجلاس عام کا اہتمام بھی کیا گیا ہے، جس میں حضرت امیر شریعت کے علاوہ امارت شرعیہ کے دیگر اکابر علماء کرام کا فکر انگیز خطاب ہوگا۔ دار القضاء کیمپس پینشن لین، بخشی بازار کٹک میں امارت پبلک اسکول کا افتتاح حضرت امیر شریعت مدظلہ کے ہاتھوں مورخہ ۲۱/ مارچ ۲۰۲۲ء روز سوموار صبح دس بجے سے ہوگا۔ بعدہ افتتاحی تقریب زیر صدارت حضرت امیر شریعت دار القضاء میں ہی ساڑھے دس بجے سے منعقد ہوگی۔ امارت آئی ٹی آئی گلاب باغ پورنیہ کے کیمپس میں امارت پبلک اسکول کا افتتاح ۲۵/مارچ روز جمعہ کو بعد نماز جمعہ ہوگا اور افتتاح کے بعد اجلاس عام ہوگا۔ قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے علاقہ کے عوام وخواص سے اپیل کی ہے کہ نئی نسل کو معیاری تعلیم فراہم کرنے، ان کی فکری آبیاری، اخلاقی تربیت اور ان کے بہتر مستقبل کی تعمیر کے لیے امارت شرعیہ کی اس تعلیمی تحریک کا حصہ بنیں اور اپنے اپنے علاقے کے پروگراموں میں کثیر تعداد میں شریک ہوں۔

۶/مارچ تا ۱۵/مارچ وفد امارت شرعیہ کا دورہ ضلع مشرقی چمپارن میں

حسب ہدایت حضرت امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ امارت شرعیہ کا ایک مؤقر جناب مولانا احمد حسین قاسمی مدنی صاحب، معاون ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں ۶/مارچ تا ۱۵/مارچ ۲۰۲۲ء ضلع مشرقی چمپارن کے مختلف مواضعات کا دعوتی واصلاحی دورہ کرے گا، اس دورہ میں جناب مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی معاون قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، جناب مولانا مفتی ریاض احمد قاسمی صاحب قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ موتیہاری، جناب مولانا جاوید اطہر قاسمی صاحب قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ ڈھاکہ، جناب مولانا عبد القادر قاسمی صاحب، جناب مولانا سراج الدین ثاقبی صاحب مبلغین امارت شرعیہ شریک رہیں گے۔ اس دورہ کا مقصد مسلمانوں میں دینی، ملی اور تعلیمی بیداری پیدا کرنا اور موجودہ حالات میں ایک باوقار، باکردار اور باضمیر ملت کی حیثیت سے زندہ رہنے کی دعوت دینا اور اس کے لئے صحیح راہ عمل کی طرف توجہ دلانا، وحدت واجتماعیت جو ملی قوت کا سرچشمہ اور اخلاق ومحبت جو ترقی کا زینہ ہے اس کی اہمیت سے واقف کرانا نیز امارت شرعیہ کے گرانقدر خدمات اور اس کے پیغامات سے روشناس کرانا ہے، دورہ کے پروگرام کا اجمالی خاکہ اس طرح ہے۔

نمبر شمار	تاریخ	دن	پروگرام دن	پروگرام شب
۱	۶/مارچ ۲۰۲۲ء	اتوار	شری پور بازار جامع مسجد	آزاد چوک عیدگاہ مسجد
۲	۷/مارچ ۲۰۲۲ء	سوموار	چھپرہ بہاس	بکسا جامع مسجد
۳	۸/مارچ ۲۰۲۲ء	منگل	نکردیہی جامع مسجد	بھیریہروا
۴	۹/مارچ ۲۰۲۲ء	بدھ	ادھکپریا	ٹوکاٹولہ مدرسہ محلّہ
۵	۱۰/مارچ ۲۰۲۲ء	جمعرات	چھپی پور	ڈومریا جامع مسجد
۶	۱۱/مارچ ۲۰۲۲ء	جمعہ	اکڈروا	سرسیاں کلاں
۷	۱۲/مارچ ۲۰۲۲ء	سنیچر	شیام پور بازار مسجد	مورتیاں جامع مسجد
۸	۱۳/مارچ ۲۰۲۲ء	اتوار	پکہی جامع مسجد	پکڑیا پٹھان پٹی
۹	۱۴/مارچ ۲۰۲۲ء	سوموار	پرسا پٹھان پٹی	ہیرامنی
۱۰	۱۵/مارچ ۲۰۲۲ء	منگل	سمرہیا جامع مسجد	پکڑیا جامع مسجد

۷/مارچ تا ۱۶/مارچ وفد امارت شرعیہ کا دورہ ضلع سمستی پور میں

حسب ہدایت حضرت امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ امارت شرعیہ کا ایک مؤقر جناب مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب، مفتی امارت شرعیہ کی قیادت میں ۷/مارچ تا ۱۶/مارچ ۲۰۲۲ء ضلع سمستی پور کے مختلف مواضعات کا دعوتی واصلاحی دورہ کرے گا، اس دورہ میں جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، جناب مولانا مفتی اختر امام عادل قاسمی صاحب بانی ومہتمم جامعہ ربانی منورواشریف، سمستی پور، جناب مولانا صدام قاسمی صاحب قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ سمستی پور، جناب مولانا محی الدین رحمانی صاحب وجناب حافظ رفیع احمد صاحب مبلغین امارت شرعیہ کے علاوہ بعض مقامات پر قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب بھی شریک رہیں گے۔ اس دورہ کا مقصد مسلمانوں میں دینی، ملی اور تعلیمی بیداری پیدا کرنا اور موجودہ حالات میں ایک باوقار، باکردار اور باضمیر ملت کی حیثیت سے زندہ رہنے کی دعوت دینا اور اس کے لئے صحیح راہ عمل کی طرف توجہ دلانا، وحدت واجتماعیت جو ملی قوت کا سرچشمہ اور اخلاق ومحبت جو ترقی کا زینہ ہے اس کی اہمیت سے واقف کرانا نیز امارت شرعیہ کے گرانقدر خدمات اور اس کے پیغامات سے روشناس کرانا ہے، دورہ کے پروگرام کا اجمالی خاکہ اس طرح ہے۔

نمبر شمار	تاریخ	دن	صبح ۹/بجے تا ۱۲/بجے	بعد نماز ظہر تا عصر	پروگرام بعد نماز مغرب
۱	۷/مارچ ۲۰۲۲ء	سوموار			منورواشریف
۲	۸/مارچ ۲۰۲۲ء	منگل	سکھاسن	ٹھٹھیروا	بیلون
۳	۹/مارچ ۲۰۲۲ء	بدھ	بیلاہی	ہری پور نگواز	اوجان
۴	۱۰/مارچ ۲۰۲۲ء	جمعرات	براہی		بردونی
۵	۱۱/مارچ ۲۰۲۲ء	جمعہ		بتھان وحسن پور میں جمعہ کا خطاب	ہری پور
۶	۱۲/مارچ ۲۰۲۲ء	سنیچر	بہتر	رام پور	شاسن
۷	۱۳/مارچ ۲۰۲۲ء	اتوار	سپری		مالی پور
۸	۱۴/مارچ ۲۰۲۲ء	سوموار	مناٹھ	سید پور	محی الدین پور
۹	۱۵/مارچ ۲۰۲۲ء	منگل	لادھ کپیا	چیروتہ	صلحہ بزرگ
۱۰	۱۶/مارچ ۲۰۲۲ء	بدھ		سرسیا	سرسیا منت نگر

ضلع مشرقی چمپارن اور ضلع سمستی پور کے علماء وائمہ، دانشوران، مدارس کے ذمہ داران، سیاسی وسماجی کارکنان، نقباء ونائبین نقباء امارت شرعیہ، تنظیم امارت شرعیہ کے ضلع وبلاک صدور وسکریٹریز، نوجوانان اور عام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ مذکورہ پروگراموں کو کامیاب بنانے میں بھرپور تعاون دیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک اجلاس ہوکر امارت شرعیہ کے پیغام کو سنیں اور دوسرے بھائیوں تک پہونچانے کی سعی کریں، نیز بیت المال امارت شرعیہ کے استحکام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

Scanned with CamScanner

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی

اس وقت میں جو پیغام دینا چاہتا ہوں، اس سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے دو واقعات سنانا چاہتا ہوں، غزوہ احد کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معمول کے مطابق اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ ہمیں جنگی حکمت عملی کیا بنانی چاہئے؟ مدینہ میں رہ کر مقابلہ کریں یا باہر نکل کر کھلے میدان میں جنگ ہو، پختہ عمر اور تجربہ کار صحابہ کی رائے یہ تھی کہ ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ مدینہ سے باہر نکل کر کھلے میدان کی جنگ کریں، اس وقت جنگی حکمت عملی یہ اختیار کرنی چاہئے کہ ہم مدینہ میں ہی رہیں اور جب کفار شہر میں گھسنے کی کوشش کریں، اس وقت ہم ان پر حملہ کریں، دوسری رائے نوجوان صحابہ کی تھی؛ جن کے پاس تجربہ تو نہیں تھا مگر جذبات تھے، انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم بدر میں شریک نہیں ہو سکے، اب ہمیں موقع ملا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ اللہ کی مدد آپ کے ساتھ ہے، اس لئے باہر نکل کر مقابلہ کرنا چاہئے، یہ مشورہ چلتا رہا اور بالآخر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رائے کے برخلاف نوجوانوں کے جوش اور ان کے حوصلہ کی قدر کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ ''تیاری شروع کردو، فوراً جنگ کے لئے نکلنا ہے'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیاری کرنے کے لئے گھر کے اندر تشریف لے گئے اور ادھر یہ ہوا کہ ان تجربہ کار صحابہ نے اپنے نوجوان ساتھیوں کو بڑی محبت سے سمجھایا کہ تم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے پر اپنی رائے کو مسلط کردیا، ہم سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رجحان کچھ اور تھا، لیکن تمہارے اصرار کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے جذبہ کی قدر کرتے ہوئے تمہاری رائے پر فیصلہ کیا ہے، وہ نوجوان تو تھے مگر تھے صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم؛ ان کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا اور انہوں نے کہا کہ واقعی ہم سے غلطی ہوئی ہے، چنانچہ جیسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری طرح تیار ہوکر فوجی لباس میں ہتھیاروں سے لیس ہوکر اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے، تو نوجوان صحابہ نے آگے بڑھ کر کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم بہت شرمندہ ہیں، ہمیں اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہے، ہمیں اپنی رائے پر اس طرح اصرار نہیں کرنا چاہئے تھا، ہم اپنی رائے واپس لیتے ہیں، آپ کو جس بات پر خود شرح صدر ہو؛ آپ وہ فیصلہ فرمائیں، ہم ہر طرح آپ کے حکم کے تابع ہیں، صلوٰۃ وسلام ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر، اس وقت آپ نے عجیب وغریب بات ارشاد فرمائی، کہا کہ ''میرے نوجوان ساتھیو! جب اللہ کا کوئی پیغمبر ہتھیار پہن لیتا ہے تو جنگ کے خاتمے سے پہلے ہتھیار نہیں اتارا کرتا، اب تو وہی ہوگا جو فیصلہ ہو چکا''

دوسرا واقعہ سناتا ہوں پھر ان دونوں کا سبق مختصراً عرض کردوں گا۔

یہ تو آپ نے پڑھا ہی ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار خواب دیکھا کہ آپ صحابہ کو لیکر عمرہ کے لئے تشریف لے گئے، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب اشارۂ غیبی ہوا کرتا تھا، اس لئے آپ صحابہ کو لے کر عمرہ کے ارادہ سے مکہ روانہ ہوگئے، یہ وہ وقت تھا جب مسلمانوں کو مکہ جانے اور عمرہ کرنے کی اجازت نہیں تھی، مشرکین مکہ کسی قیمت پر راضی نہیں ہوئے، آپ نے ان کو سمجھانے کی بہت کوشش کی کہ ہمارا مقصد لڑائی نہیں ہے، ہم ہتھیار بھی لے کر نہیں آئے، لیکن وہ نہیں مانے اور بالآخر ایک معاہدہ ہوا کہ اس وقت تو آپ لوگ لوٹ جائیں، اگلے سال ہماری شرطوں کے مطابق آیئے تب ہم اجازت دیں گے، آپ نے مختلف مصلحتوں کے تحت یہ بات مان لی اور عمرہ کیے بغیر مدینہ منورہ واپس آگئے۔

اگلے سال جب آپ معاہدہ کے مطابق عمرہ کے لئے تشریف لے گئے اور صحابہ طواف کرنے کے لئے مطاف کعبہ میں اترے تو ہزاروں مشرکین پیچھے کھڑے ہوکر تماشہ دیکھ رہے تھے، انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے یہ کہنا شروع کیا کہ دیکھو یہ لوگ کتنے دبلے ہوگئے ہیں، کسی قدر بیمار و بے جان معلوم ہو رہے ہیں (صحابہ جن مجاہدوں، فاقوں اور تکلیفوں سے گذر رہے تھے، اس کا صحت پر اثر پڑنا لازمی تھا) اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کے درمیان صحابہ کو حکم دیا کہ تم اس وقت پہلوانوں اور فوجیوں کی چال چلو، مضبوط قدم اٹھاؤ، کندھوں کو تیزی سے ہلاؤ اور اس طرح چلو جیسے کوئی بہت طاقتور پہلوان چلتا ہے، تمہاری چال سے کسی طرح کی کمزوری کا کوئی شائبہ بھی نہ ہو، کعبہ کے سامنے جاکر تو ہر شخص کانپتا ہے لرزتا ہے، کسی کی نگاہ اوپر نہیں اٹھتی، اس تخت جلال کے سامنے اچھے اچھوں کے قدم لڑکھڑا جاتے ہیں اور اس وقت حکم یہ ہو رہا ہے کہ تم پہلوانوں کی چال چلو، صحابہ نے سر تسلیم خم کیا اور پہلوانوں کی چال چلنے لگے اور آپ نے ایک اور حکم دیا کہ اپنے احرام کے داہنے پہلو کو بغل کے اندر سے نکالو! کندھا کھلا رہنا چاہئے، مقصد اس کا یہ تھا کہ ہماری کسی بھی کیفیت، ادا اور قول وعمل سے دشمن کو یہ احساس نہیں ہونا چاہئے کہ ہم ڈر رہے ہیں، گھبرا رہے ہیں، کچھ کمزور ہیں، ہرگز نہیں، یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ وہ ایک وقتی فیصلہ تھا، بعد میں جب اسلام کو غلبہ ہوگیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں دونوں سپر پاور طاقتوں کو بھی فتح کرلیا گیا تو فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوا کہ اب اس طواف کے دوران اس طرح چلنے کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن صحابہؓ کی بالاتفاق رائے یہ ہوئی کہ یہ کمزوری کے کچھ حالات آئیں تو تمہیں اور تمہارے علماء قائدین کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کی کسی تحریر، تقریر، عمل، قول، رائے، فکر اور مشورہ سے یہ غلط فہمی اپنوں کے بھی اندر نہ پیدا ہو کہ بھئی بہت خوفناک حالات ہیں اور دوسروں کو بھی یہ پیغام نہ جائے کہ یہ لوگ تو واقعی ڈر گئے ہیں، یہی سبق ہے غزوہ احد میں رسول اللہؐ کے اس رویہ کا جس کو ابھی میں نے بیان کیا، بہت آسان تھا کہ حضورؐ یہ کہہ دیتے کہ اللہ تم کو جزائے خیر دے میں تو خود یہی چاہتا تھا اور تمہارے تجربہ کار ساتھیوں کی بھی یہی رائے تھی، اب جب کہ تم بھی یہی رائے دے رہے تو چلو ٹھیک ہے مدینہ میں رہ کر ہی مقابلہ کریں گے، لیکن نہیں! آپؐ نے دور کی بات کو سوچا کہ جب دشمن کو یہ پیغام پہونچے گا کہ محمدؐ نے تو ہتھیار پہن کر اتار دیے تو وہ اس کا سبب یہ سمجھیں گے کہ مسلمان ڈر گئے اور نفسیاتی طور پر انہیں یہ احساس نہیں ہونے دینا ہے چاہے جتنی قربانیاں دینی پڑیں۔

یہ ایک واقعہ ہے کہ گاندھی جی نے ایک زمانے میں ہندو مسلم اتحاد کے نام پر ایک فارمولہ پیش کیا کہ مسلمان اس ملک میں اجتماعی طور پر ذبیحہ گاؤ چھوڑ دیں، اس لئے اس سے ہندوؤں کا دل بہت دکھتا ہے، اس فارمولے سے ملک میں بہت اچھا ماحول قائم ہوجائے گا، اس وقت بعض علماء نے کہا کہ بھئی گائے کا ذبیحہ کوئی فرض تو نہیں ہے، چلو ملک کے امن واتحاد کے لئے اس چیز کو چھوڑ دیں گے، لیکن یاد رکھئے! ہر شخص کا ذہن ہر پہلو کی طرف نہیں جاتا اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ انفرادی رائے دینے سے گریز کرو، اجتماعی مشورہ سے کوئی موقف طے ہونا چاہئے، اس وقت بانی امارت شرعیہ، عظیم قائد اور سیاسی مدبر، عظیم ترین فقیہ اور شیخ طریقت حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحبؒ میدان میں نکل کر کھڑے ہوگئے اور چیلنج کیا کہ گاندھی جی مجھ سے بات کریں، گاندھی مسلم قائدین میں اگر کسی سے ڈرتے تھے تو وہ مولانا سجادؒ تھے، چنانچہ گاندھی ان کو منانے کے لئے خود پٹنہ آئے اور ساتھ میں مولانا آزاد یا مولانا محمد علی جوہر کو لائے اور جب اس موضوع پر تبادلہ خیال ہوا تو مولانا ابو المحاسن سجاد صاحبؒ نے گاندھی سے پوچھا کہ آپ نے یہ تو جان لیا کہ ہندوؤں کا دل کس چیز سے دکھتا ہے، آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ کہ مسلمانوں کو دل کس بات سے دکھتا ہے، تالی تو دونوں ہاتھ سے بجتی ہے، گاندھی نے کہا کہ میں اسی لئے تو حاضر ہوا ہوں، آپ مجھے بتائیں کہ مسلمانوں کو کس چیز سے تکلیف ہوتی ہے، مولانا نے فرمایا کہ مسلمان جب رب العالمین کے سوا کسی شجر وحجر، پتھر کنکر گنگا جمنا اور جانور کے سامنے کسی کو سر جھکاتا ہوا دیکھتا ہے تو اس سے مسلمانوں کا دل سب سے زیادہ دکھتا ہے، آپ ہندوؤں سے یہ چھڑا دیجئے کہ وہ باہر کسی غیر اللہ کی پوجا نہ کریں، گھروں کے اندر جو چاہے کریں میں ذمہ داری لیتا ہوں کہ پورے ملک کے مسلمانوں سے گائے کا ذبیحہ چھڑوا دوں گا، گاندھی جی خاموشی کے ساتھ وہاں سے واپس آگئے۔

موجودہ حالات میں سب سے زیادہ دکھ اور تشویش کی بات ہے کہ اس ملک میں صرف مسلمان مظلوم نہیں ہیں، مسلمان صرف ۷۴ سال سے مظلوم ہیں، ملک کی اکثریتی آبادی پانچ ہزار سال سے مظلوم ہے، میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں ساڑھے سات کروڑ لنگایت، ساڑھے گیارہ کروڑ آدیواسی، لاکھوں کی تعداد میں بدھسٹ، ایس سی ایس ٹی کے لوگ جن کو عام طور پر لوگ دلت کہتے ہیں سڑکوں پر اتر چکے ہیں، ملک دوسرے رخ پر جا رہا ہے، ڈرنے اور گھبرانے کی بات نہیں ہے، ہرگز ہمیں کسی کو پتھر نہیں مارنا ہے، ہمیں نفرت کا جواب نفرت سے نہیں دینا ہے، ہمیں عقل سے کام لینا ہے، ہمیں اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات سے چمٹے رہنا ہے، ہمیں اخلاق سے لوگوں کے دل جیتنے ہیں، لیکن اخلاق کا مطلب بزدلی نہیں ہوا کرتا، حکمت کا مطلب بزدلی وکم ہمتی نہیں ہوا کرتا، اس وقت امت کو ہمت وحوصلہ کی ضرورت ہے۔

دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ ایسے ملک میں جہاں مختلف قومیں، مذاہب اور تہذیبوں والے رہتے ہوں، وہاں آپس میں جھگڑے کے بہت امکانات ہوتے ہیں، کیونکہ آج کل عام طور پر جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا کلچر واپس آگیا ہے، ایسے معاشرے میں پر امن طریقہ پر رہنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہاں رہنے والی تمام قومیں ایک آپسی معاہدے کے تحت وہاں رہیں اور ایک نظام ہو جو اس معاہدے کی پابندی کرے اور کرائے، ہم خوش نصیب ہیں کہ جتنی ذات برادریاں، سماجی اکائیاں، تہذیبیں اور مذاہب اس ملک میں ہیں دوسرے کسی اور ملک میں نہیں ہیں اور ہم اس اعتبار سے بھی خوش نصیب ہیں کہ ان سب کو ایک لڑی میں پروئے رکھنے اور ایک پر امن بقائے باہمی (Peaceful Coexistence) کے لئے ایک معاہدہ مرتب کیا گیا تھا؛ جس کو بھارت کا دستور کہا جاتا ہے، یہ ایک بڑی غنیمت اور قابل قدر چیز ہے، اس دستور کی حفاظت کرنا کہ اس کی بنیادی چیزوں کو بدلا نہ جائے؛ ملک کے ہر امن پسند وانصاف پسند شہری کا فرض ہے۔

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کے لئے دعاء صحت کی درخواست

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نائب ناظم اور ہفتہ وار نقیب کے مدیر اعلیٰ جناب مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی طبیعت ان دنوں ناساز ہے، ابتدائی مرحلہ میں تو صرف کان کے پاس ایک چھوٹے سے زخم کی شکایت تھی، جو بڑھتا چلا گیا اور کان، آنکھ، چہرہ میں سوجن ہوگیا جس وجہ سے تکلیف میں اضافہ ہوتا گیا، ڈاکٹروں نے آپریشن کا مشورہ دیا، آپریشن پٹنہ کے ماہر اطباء کی نگرانی میں ہو چکا ہے، فی الحال افاقہ ہے؛ لیکن ڈاکٹروں نے دس پندرہ دنوں آرام کا مشورہ دیا ہے۔ مفتی صاحب نے اپنے ان مخلصین ومعاونین کا شکریہ ادا کیا ہے جنہوں نے فون اور واٹس اپ وغیرہ کے ذریعہ ان کی خیریت دریافت کی نیز دعاء صحت کا اہتمام کیا۔ قارئین نقیب ارکان شوریٰ امارت شرعیہ، ذمہ داران مدارس، ائمہ مساجد سے خصوصی طور پر اور عام لوگوں سے عمومی طور پر دعاء صحت کی اپیل ہے۔

Scanned with CamScanner

بچوں کی ولادت کے بعد کرنے کے کام

حافظ محمد امتیاز رحمانی

اولاد کی خواہش انسانوں کی فطرت بھی ہے اور نوع انسان کے تسلسل کا ذریعہ بھی، اسی کے ساتھ ساتھ انسان کی یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ اسکی اولاد ہر اعتبار سے بہتر ہو۔ اللہ کے محبوب پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام بڑھاپے میں دعاء کرتے ہیں ۔ اے میرے پروردگار مجھکو اپنے پاس سے اولاد عطاء کیجئے جو پاکیزہ ہو بیشک آپ سننے والے اور دعاؤں کو قبول کرنے والے ہیں ۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ حضرت زکریا کو یہ خوشخبری دی کہ آپکی دعاء رب کریم نے قبول فرمائی اور آپکو اولاد صالح عطاء کی جائے گی جسکا نام یحیٰ ہوگا۔ حضرت زکریا کی عمر بڑھاپے کو پہنچ گئی تھی لیکن جب حضرت زکریا نے رب کریم کے دربار میں صالح اولاد کی درخواست پیش کی تو رب کریم نے انکو صالح اولاد عطاء کیا۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُم سلیمؓ نے درخواست کی کہ آپ ﷺ اپنے خادم حضرت انسؓ کیلئے کوئی دعاء فرمادیں تو نبی کریمؐ نے حضرت انسؓ کیلئے یہ دعاء فرمائی۔

اللھم اکثر مالہٗ وولدہٗ وبارک لہٗ فیما اعطیتہٗ اے رب کریم اسے (انسؓ) کو کثرت مال اور اولاد عطاء فرما اور جو بھی اسے عطا فرما اس میں برکت عطا فرما ۔ یہ دعائیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد کی طلب اللہ کے نبی کو بھی رہی ہے اور کثرت اولاد کی دعاء اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابیؓ کیلئے فرمائی ہے، گویا اولاد ایسی نعمت ہے جسکی ضرورت ہمیشہ رہی ہے اور ائندہ بھی رہے گی۔ آج ہمارے معاشرہ میں کثرت اولاد پر پابندی کی کوششیں کی جارہی ہیں اور بچے کی پیدائش کے بعد اسکی تربیت کا جو طریقہ قرآن وحدیث میں بتایا گیا ہے، اس سے کنارہ کشی اختیار کی جارہی ہے، بچے کی ولادت کے بعد کیا کرنا چاہئے، یہاں اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

ولادت کے بعد پہلا کام :حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آدم کی اولاد میں پیدا ہونے والا کوئی ایسا نہیں جسے شیطان اسکی پیدائش کے موقعہ پر تنگ نہ کرے چنانچہ وہ شیطان کے چھونے سے چیخ کر رونے لگتا ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوگیا کہ ولادت کے وقت بچے کے رونے کا سبب کیا ہے؟ گویا اس حدیث شریف کی حیثیت ایک غیبی خبر کی ہے، طبی اعتبار سے اسکا یہ سبب بیان کیا جاتا ہے کہ بچہ ولادت کے بعد جب سانس لینا چاہتا ہے تو اس کے رونے کی وجہ سے پھیپھڑے کھلتے ہیں، اگر پھیپھڑے نہ کھلیں تو بچے کی سانس رک جائے گی، اس لئے فطری طور پر ہر بچہ چیخ کر روتا ہے اس کے رونے کی وجہ سے پھیپھڑے کا عمل شروع ہوتا ہے، ڈاکٹروں کے اس نظریہ اور حدیث شریف کے مفہوم میں کوئی تضاد نہیں ہے، انسان کیلئے جو چیز طبی لحاظ سے مفید ہے اس کے حاصل ہونے کی مرئی یا غیر مرئی اسباب کچھ بھی ہوسکتے ہیں۔ لیکن دراصل اس حدیث سے مقصود شیطان کا وہ عمل ودخل بتاتا ہے جس سے انسان کے دنیا میں آتے ہی شیطان کی دشمنی کی شدت کا اندازہ ہوتا ہے کہ ایک بچہ جس نے ابھی دنیا میں آنکھیں کھولی ہیں، جسے ابھی خیر وشر سے کوئی واسطہ نہیں، نہ وہ کسی عمل کا مکلف ہے، شیطان اسے بھی نظر انداز نہیں کرتا بلکہ اپنی دشمنی کا اظہار جسمانی تکلیف پہنچا کر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی دشمنی اور اس کے گمراہ کرنے کا عزم قرآن مجید میں صاف صاف بیان فرمایا ہے۔ **ان الشیطان لکم عدو فاتخذ وہ عدوا** (سورہ فاطر آیت نمبر ٦)

بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم اسے دشمن ہی سمجھو۔ اس طرح کی اور بھی روایتیں ہیں جن سے شیطان کے اثرات کا پتہ چلتا ہے، اور معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کی ولادت ہی کے وقت سے شیطان اس کے احساسات، رجحانات، نظریات، اور جذبات جیسی چیزوں پر تسلط جمانا چاہتا ہے، شیطان کے اس طریقہ سے بچاؤ کا واحد راستہ یہ ہے کہ اس کو اللہ کی پناہ میں دے دیا جائے۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔ **واما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذباللہ انہ ھوالسمیع العلیم** (سورہ اعراف آیت نمبر ٢٠) اگر شیطان کی طرف سے تمہیں کوئی وسوسہ آئے، تو اللہ کی پناہ لو، بے شک وہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت کی رو سے بچے کی ولادت کے بعد والدین کی ذمہ داری ہے کہ شیطانی اثرات سے بچہ کی حفاظت کیلئے رب کریم کی بڑائی وکبریائی کے نغمات اس کے کانوں میں ڈال دیں تا کہ دل ودماغ کے پردہ پر اللہ رب العزت کی بڑائی کا نقش ثبت ہوجائے، حدیث شریف میں ولادت کے بعد اذان واقامت کی تاکید اسی لیئے کی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت حسنؓ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنے کا ثبوت ملتا ہے۔ **من ولد لہ فاذن فی اذنہ الیمنی واقیم فی اذنہ ایسریٰ لم تضرہ ام الصیان (البھقی)** جس گھر میں بچے کی ولادت ہو اور اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہدی جائے تو بچوں کا روگ اسے لاحق نہیں ہوگا۔ آج مسلم معاشرہ کی خرابی اور نوجوانوں کی بے راہ روی اس اہم سنت کے چھوڑنے اور بچے کی ولادت کے بعد اذان واقامت کے اہتمام سے گریز کرنے کی وجہ ہے، اس لیے مسلمانوں کو چاہئے کہ جب بھی بچے کی ولادت ہو اس کے کان میں اذان واقامت دینے کا اہتمام کریں، تا کہ بچہ کے کان میں پہلی آواز جو پڑے وہ کلمہ توحید ہو تا کہ بچہ شیطان کے عمل سے محفوظ رہے ۔

تحنیک سنت نبوی ہے :ولادت کے بعد پہلا کام بچہ کے دونوں کانوں میں اذان واقامت کی سنت ہے، اسی طرح تحنیک بھی سنت ہے، تحنیک اس عمل کو کہتے ہیں کہ کھجور یا کوئی میٹھی چیز منھ میں لیکر چبانے کے بعد جب وہ گھل جائے تو بچہ کے منھ میں ڈال دیا جائے یا اسکے تالو میں چٹا دیا جائے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ ہمارے یہاں بچہ کی پیدائش ہوئی تو میں نبی کریمؐ کی خدمت میں بچہ لیکر حاضر ہوا تو آپؐ نے اسکا نام ابراہیم رکھا اور تحنیک فرمائی اور بچہ کیلئے برکت کی دعاء کی اور ہمارے حوالے کردیا۔ مشہور صحابی حضرت انسؓ بن مالک نے فرمایا کہ میرے بھائی عبداللہ بن ابی طلحہ کی ولادت ہوئی تو میں انہیں نبی کریمؐ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا اس وقت آپؐ اپنے اونٹ کو دوا لگا رہے تھے، فرمایا انس "تمہارے پاس کھجور ہے؟ میں نے کہا جی آپؐ نے چند کھجوریں لیکر چبائیں اور جب لعاب کی طرح گھل گئیں تو بچہ کے منھ میں آپؐ نے لعاب ٹپکا دیا بچہ منھ چلا کر لعاب دہن کو چاٹنے لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجور انصار کو بہت پسند ہے۔ اور ہمارے بھائی کا نام عبداللہ رکھا ۔ اسی طرح حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں دوران ہجرت حمل سے تھی مدینہ منورہ پہنچ کر قبا میں قیام ہوا، وہیں عبداللہ کی ولادت ہوئی تو میں بچہ لیکر نبی کریم صلی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ کی گود میں بچہ کو دے دیا تو نبی کریمؐ نے ایک کھجور لیکر چبایا پھر بچہ کے منہ میں تھکتھکار دیا۔ اور لعاب دہن منہ میں ڈال دیا یہ پہلی غذا تھی جو نبی کریمؐ کے لعاب دہن کے ساتھ بچہ کے پیٹ میں پہونچی۔ پھر آپ نے بچے کے حق میں دعا فرمائی۔ ان تمام تفصیلات سے معلوم ہوا کہ تحنیک سنت ہے اور بچہ کی ولادت کے بعد اس سنت کی ادئیگی کسی عالم، بزرگ اور متقی سے کرائی جائے تا کہ بچہ کی پوری زندگی پر اسکے اثرات مرتب ہوں، دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ بچہ کی پیدائش کے بعد اسکا نام بھی رکھا جاسکتا ہے، اور یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ ولادت کے بعد بچہ اور زچہ کا گھر سے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عقیقہ : لغت میں عقیقہ بچے کے سر کے اس بال کو کہتے ہیں جو ساتویں دن کاٹا اور مونڈا جاتا ہے، لڑکے کے نام رکھنے کی ضیافت کو بھی عقیقہ کہتے ہیں، اصطلاح شریعت میں عقیقہ اس ذبیحہ کو کہتے ہیں جو بچے کی جانب سے ولادت کے ساتویں دن ذبح کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے اولاد کو ایک عظیم نعمت بتایا ہے۔ اسلئے بچہ کی پیدائش پر اس کی جانب سے عقیقہ کرنا اللہ کی دی ہوئی نعمت کا شکر اور اظہار بندگی ہے۔ ہر انسان کیلئے بچہ کی پیدائش ایک نعمت اور خوشی کی بات سمجھی جاتی ہے، اور کسی نہ کسی طریقہ سے اس خوشی کا اظہار بھی کیا جاتا ہے۔ جاہلیت (اسلام سے قبل) کے دور میں بھی عربوں کے یہاں رواج تھا کہ پیدائش کے چند روز بعد بچے کے سر کے وہ بال جسے وہ ماں کے پیٹ سے لے کر پیدا ہوا ہے، اُسے صاف کرا دیتے تھے اور اس دن اظہار خوشی میں کسی جانور کی قربانی کرتے تھے ۔! عقیقہ کا رواج یہود میں بھی تھا۔ لیکن وہ صرف لڑکوں کی طرف سے عقیقہ کرتے تھے، لڑکیوں کی طرف سے نہیں کرتے تھے جس کی وجہ غالباً لڑکیوں کی ناقدری تھی ۔! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیقہ کی رسم میں اصلاح فرمائی اور اسلامی معاشرہ میں مسنون عقیقہ کو باقی رکھتے ہوئے اس کی ترغیب دی اور اس سلسلہ میں مناسب تعلیم وہدایت فرمائی، اس لئے اسلامی معاشرہ میں بچہ پیدا ہونے کی خوشی میں شکر کے طور پر اور خود بچے کو آفات و بلیات سے حفاظت کیلئے بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا، بچہ کا سر منڈوانا اور اس کے بال کے برابر چاندی یا اس کی قیمت غریبوں کو صدقہ کرنا، بچہ کے سر پر زعفران لگانا، بچہ کا اچھا نام رکھنا، اسلامی تہذیب میں داخل ہے اور ہدایت نبوی کا حصہ ہے: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جاہلیت میں (اسلام سے قبل) لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب وہ بچہ کا عقیقہ کرتے تو روئی کے ایک پھاہے میں عقیقہ کے جانور کا خون بھر لیتے پھر جب بچہ کا سر منڈواتے تو خون بھرا پھاہا اسکے سر پر رکھتے اور اس کے سر کو عقیقہ کے خون سے رنگین کر دیتے (یہ ایک جاہلانہ رسم تھی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ کے سر پر خون نہیں بلکہ اس کی جگہ خلوق لگایا کرو۔ "خلوق ایک مرکب خوشبو کا نام ہے جو زعفران وغیرہ سے تیار کی جاتی ہے"

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ہم لوگوں کا دستور تھا کہ جب کسی کے یہاں لڑکا پیدا ہوتا تھا تو وہ بکری ذبح کرتا اور اس کے خون سے بچہ کے سر کو رنگ دیتا۔ پھر جب اسلام آیا تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم وہدایت کے مطابق طریقہ یہ ہوگیا کہ ہم ساتویں دن عقیقہ کی بکری قربانی کرتے ہیں اور بچہ کا سر صاف کر کے اس پر زعفران لگا دیتے ہیں۔ عقیقہ کے جانور میں نر اور مادہ کی تخصیص نہیں ہے، لفظ شاۃ عربی زبان میں نر اور مادہ دونوں پر بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ ام کرز رضی اللہ عنہا کی حدیث میں **لا یضرکم ذکرا نا کن او اناثا** سے ظاہر ہوتا ہے۔

عقیقہ اور اس کے فوائد: (۱) جس بچہ کا عقیقہ ہوجاتا ہے وہ اس عقیقہ کی بدولت اپنی آئندہ زندگی میں آفتوں اور مصائب سے بڑی حد تک محفوظ و مامون رہتا ہے۔ (۲) عقیقہ کی وجہ سے بچہ شیطانی اثرات سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ (۳) جس بچہ کا عقیقہ ہوجائے وہ بچہ مرنے کے بعد اپنے والدین کیلئے شفاعت کرے گا، اگر بغیر عقیقہ کے مرگیا تو وہ بچہ اپنے والدین کے لئے شفاعت نہیں کرے گا جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہو، اور وہ بغیر عقیقہ کے مرجائے تو وہ اپنے والدین کی شفاعت نہیں کرے گا۔ (۴) جس بچہ کا عقیقہ ہوجاتا ہے، اس میں آگے چل کر بڑی حد تک اطاعت گذاری اور فرماں برداری اور حسن ادب کی جلوہ گری ظاہر ہوتی ہے اور وہ اپنے والدین کی گستاخی اور نافرمانی سے دور رہتا ہے، یعنی جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی اولاد سن شعور کو پہونچ کر نافرمان نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کا بچپنے میں عقیقہ کرے۔ اس لئے کہ باپ کا عقیقہ نہ کرنا اولاد میں نافرمانی کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ اگر والدین یہ چاہتے ہیں کہ اس کا بچہ سن شعور کو پہنچ کر اس کیلئے مفید ونفع بخش ہو، اطاعت گذار اور فرمانبردار ہو تو اسے اپنے بچہ کے عقیقہ میں کوتاہی اور تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔!

عقیقہ کس دن کرنا چاہئے : حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے، لہٰذا ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا اچھا نام رکھا جائے، اور اس کا سر مونڈوا دیا جائے۔ عقیقہ بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن مستحب ہے۔ یعنی جب لڑکا یا لڑکی سات روز کے ہوں تو ساتویں دن عقیقہ کیا جائے۔ (بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

Scanned with CamScanner

فلسفۂ معراج: عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

شمیم اکرم رحمانی

نبوت سے سے سرفراز کیے جانے کے بعد اللہ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب کار نبوت کی انجام دہی میں مشغول ہوئے تو مصیبتوں کے تسلسل نے آپ کا جینا دوبھر کر دیا۔ سیرت اور تاریخ اسلام کی تمام کتابیں شاہد ہیں کہ تبلیغ دین کے نتیجے میں آپ پر پھول نہیں برسائے گئے بلکہ راہوں میں کانٹے بچھائے گئے، خون اور نسل کے باندھے ہوئے تمام عہد وفا توڑ کر ظلم و بربریت کے وہ ریکارڈ بنانے گئے جن کا تذکرہ کرنا بھی آسان نہیں ہے، قریش مکہ کی جانب سے دی جانے والی اذیتیں جب انتہا کو پہنچ گئیں، اور آپ کو اپنی کوششیں بظاہر بہت زیادہ بارآور ہوتی ہوئی نظر نہیں آئیں تو آپ نے مکہ کے علاوہ دیگر مقامات میں دعوت حق پھیلانے پر غور فرمایا اور اس مقصد کے لیے سب سے پہلے مکہ کے قریبی علاقے طائف کو منتخب کیا چنانچہ بعثت کے دسویں سال آپ حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ طائف پہونچے، کچھ دن وہاں ٹھہرے، اور لوگوں کے سامنے اللہ کا دین پیش کیا لیکن سب کی طرف سے بے رخی کا مظاہرہ ہوا، آخر کار آپ طائف کے سرداروں عبد یالیل، مسعود اور حبیب کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے سامنے اپنے آنے کا مقصد واضح فرمایا۔ لیکن ان بدقسمتوں نے بھی آپ کی دعوت کو نہ صرف ٹھکرایا بلکہ نہایت گستاخانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے آپ کا مذاق اڑایا اور وہاں کے اوباشوں کو جسم اطہر پر پتھر مارنے کے لیے لگا دیا، اوباشوں نے اس قدر پتھر مارے کہ خون سے نعلین مبارک بھر گئے، تفصیل کا یہاں موقع نہیں لیکن یہ بات تو طے ہے کہ سفر طائف رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی اذیتوں اور آزمائشوں کا نقطۂ عروج ہے، جبر مسلسل کے بعد اس سے آگے کسی اور جبر کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے، چنانچہ "ہر کمالے راز والے" کے اصول کے تحت رحمت خداوندی کے متوجہ ہونے کا وقت آیا، بلکہ رحمت خداوندی متوجہ ہوئی، عرش بریں سے بلاوا آیا اور آپ معراج کے سفر پر تشریف لے گئے، مشہور قول کے مطابق سفر معراج نبوت کے بارھویں سال اور رجب کی ستائیس تاریخ کو پیش آیا۔ جس کا پہلا حصہ اسراء ہے، قرآن مجید نے اچھوتے انداز میں جامعیت اور اختصار کے ساتھ اسرا کی ضروری تفصیل کو یوں بیان کیا ہے: **سبحٰن الذی اسریٰ بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الأقصا الذی بٰرکنا حوله لنريه من آياتنا انه هو السميع البصير (سورة الاسرى: ۱)** ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد الحرام سے لے کر مسجد اقصی تک کی سیر کرادی، جس کے اردگرد ہم نے برکتیں دے رکھی ہیں، تا کہ ہم اپنے بندے کو اپنی بعض نشانیاں دکھائیں۔ بلاشبہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

مذکورہ آیت سے واضح ہے کہ اللہ کے نبی نے اسرا کے سفر کا آغاز مکہ مکرمہ سے فرمایا اور اس مبارک سفر کا اختتام بیت المقدس پر ہوا۔ البتہ مکہ مکرمہ کی کس جگہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کا آغاز فرمایا اس کی تفصیل کتب احادیث میں موجود ہے۔ جس میں بظاہر اختلافات بھی نظر آتے ہیں لیکن جن مقامات کا تذکرہ موجود ہے وہ سب آس پاس ہی میں ہیں اسی لیے فی الواقع وہ اختلافات محض لفظی نوعیت کے ہیں اور یہ بات سچ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ہانی کے گھر سے حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ سفر معراج پر نکلے، حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت ام ہانی کے گھر آئے اور وہاں سے آپ کو لے کر پہلے حطیم کعبہ اور پھر بئر زمزم کے پاس گئے جہاں شق صدر کا واقعہ بھی پیش آیا، بعد ازاں حضرت جبریل علیہ السلام کی معیت میں ہی آپ بیت المقدس تشریف لے گئے، بیت المقدس میں تمام انبیائے کرام کی امامت فرمائی، اور پھر وہاں سے معراج کے سفر پر نکلے، لیکن بیت المقدس کے بعد کے سفر کا ذریعہ کیا تھا، کیا بذریعہ براق ہی آسمانی دنیا پر آپ تشریف لے گئے تھے؟ اس سلسلے احادیث کے اندر واضح گفتگو موجود نہیں ہے۔ البتہ بعض روایات سے اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ آپ کے لیے ایک مخصوص اور نورانی سیڑھی نصب کی گئی جس کے واسطے سے آپ معراج کے سفر پر نکلے، چنانچہ جب آپ آسمان پر پہونچے تو مختلف آسمانوں پر مختلف انبیائے کرام سے ملاقاتیں ہوئیں، حضرت آدم، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت یوسف، حضرت ادریس، حضرت ہارون، حضرت موسیٰ، حضرت ابراہیم علیہم الصلوات والتسلیمات سے ملاقات کا تذکرہ روایات میں موجود ہے۔ بعد ازاں آپ سدرۃ المنتہیٰ تشریف لے گئے جہاں پر آپ نے جبریل امین کو اصلی صورت میں دیکھا، نیز اللہ جل شانہ کی تجلیات و انوارات کا مشاہدہ کیا۔ یہاں سے مقام صریف الاقلام اور پھر مقام صریف الاقلام سے بارگاہِ قدس میں پہنچے، وہاں بارگاہِ الٰہی میں سجدہ بجالایا، بلاواسطہ کلامِ خداوندی سے سرفراز ہوئے، قرآن مجید کی سورۃ النجم کی ابتدائی آیتوں میں انتہائی بلیغ انداز میں معراج کی کچھ تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ روایات کے مطابق بارگاہ قدس میں آپ کو پچاس نمازوں کا تحفہ عطا ہوا جو گھٹ کر پانچ رہ گئیں۔ روایت میں موجود ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید تخفیف کرانے کے لیے کہا لیکن اللہ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اب مزید تخفیف کی درخواست کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

فقال ارجع الى ربک فاسأله التخفيف فقال رسول الله صلى عليه وسلم فقلت قد رجعت الى ربى حتى استحييت منه (مسلم شريف 163) ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ پھر پروردگار کے پاس تشریف لے جائیں تخفیف کی درخواست کریں، لیکن میں نے کہا اب مزید تخفیف کے لئے جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

معراج کا سفر جب مکمل ہوا تو آپ آسمانی دنیا سے بیت المقدس تشریف لائے اور پھر صبح ہونے سے قبل بیت المقدس سے مکہ مکرمہ آئے، صبح ہونے کے بعد آپ نے لوگوں کو معراج کا واقعہ بتایا، تو چہ میگوئیوں کا بازار گرم ہو گیا، کفار مکہ مذاق اڑانے لگے، الٹے سیدھے سوالات کرنے لگے، اسی دوران کچھ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں جو آپ کے دوست نے کہی ہے کہ وہ راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کو گئے؟" انہوں نے فرمایا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعی یہ بیان فرمایا ہے؟ کفار مکہ نے کہا: جی ہاں۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا اگر انہوں نے کہا تو بلاشبہ سچ کہا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسی واقعہ کے بعد آپ آپ کا لقب صدیق پڑا، گرچہ واقعہ معراج سے باخبر ہونے کے بعد تمام مسلمانوں نے واقعہ معراج کی تصدیق کی تھی لیکن اگر پس منظر کو سامنے رکھا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق کی تصدیق بڑی اہمیت کی حامل نظر آتی ہے۔

واقعہ معراج کا حق ہونا قرآن مجید کے ساتھ بے شمار روایات سے ثابت ہے، کم از 25/صحابہ کرام سے معراج کا واقعہ منقول ہے اس لیے واقعہ معراج کے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے جو لوگ محض عقل کی بنیاد پر اور سفر معراج کے مختصر وقت میں مکمل ہونے کی وجہ معراج کا انکار کرتے ہیں وہ نہ عقل کی حقیقت سے واقف ہیں اور نہ ہی معجزہ کی تعریف سے آشنا، لہٰذا ان کا انکار بھی قابل تعجب نہیں، بقول علامہ اقبال

تو معنیٔ "والنجم" نہ سمجھا تو عجب کیا
ہے تیرا مد و جزر ابھی چاند کا محتاج

ہاں یہ سوال اہم ہے کہ سفر معراج خواب میں پیش آیا عالم بیداری میں؟ سوال کی اہمیت کی وجہ روایات کا ظاہری اختلاف ہے، علمائے کرام جانتے ہیں کہ دونوں موقف کی تائید میں بظاہر روایات موجود ہیں، جس کی وجہ سے فطری طور علماء کی آراء مختلف ہوئی ہیں چنانچہ جمہور علماء جہاں معراج کے عالم بیداری میں ہونے کے قائل ہیں وہیں بعض علما معراج کے عالم خواب میں ہونے کے بھی قائل ہیں تاہم جمہور علماء کا موقف زیادہ درست ہے، اسی لیے اگر معراج کا واقعہ خواب میں پیش آتا تو کفار مکہ واقعہ معراج کو سننے کے بعد اس کا انکار کیوں کرتے؟ خواب میں تو کوئی بھی کچھ دیکھ سکتا ہے۔ جس کا بدیہی ہونا کفار مکہ کے نزدیک بھی مسلم تھا حتی کہ آج کے سائنسی دور میں بھی اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں نے خواب میں زمینوں اور آسمانوں کی چند منٹوں میں سیر کی تو اسے من وعن تسلیم کیا جا سکتا ہے، ہاں اس بات کا قوی امکان ہے کہ عالم خواب میں بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معراج کا واقعہ پیش آیا ہو، اس صورت میں بات بہت واضح ہو جاتی ہے، دونوں طرح کی روایات کا محمل بھی متعین ہو جاتا ہے، ان تمام باتوں سے قطع نظر سائنسی ترقی کے اس دور میں یہ بات زیادہ اہم ہے کہ معراج النبی کا واقعہ انسانی تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہے، جس کے نتیجے میں تسخیر کائنات کے بند دروازوں کو کھولنے کی ابتدا ہوئی ہے، آج سے چند سو برس قبل انسان جن باتوں کے وقوع کے از روئے عقل محال تصور کرتا تھا، وہ آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے، چنانچہ انسانی علم اور ٹیکنالوجی کی طاقت سے جہاں ہوائی جہاز فضاؤں میں محو پرواز ہیں، وہیں بے شمار سیٹلائٹ خلا میں معلّق ہیں، بلکہ انسان کی بنائی ہوئی راکٹ کی طاقت سے خلائی شٹل چاند پر پہنچی اور واپس صحیح سالم اتر آئی، اس طرح سے آنے والے دنوں میں انسان مزید کس برق رفتاری سے ترقی کرے گا اور معاملہ کہاں تک جائے گا کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خلائی سفر کا نقطہ آغاز سفر معراج ہی ہے، جو تاریخ انسانی کا سب سے لمبا اور سب سے کم وقتوں میں مکمل ہونے والا وہ سفر ہے جو اپنے اند بے شمار نصائح رکھنے کے ساتھ ساتھ انسان کا مقام و مرتبہ بتاتا ہے اور انسانی ترقی کا رخ بھی متعین کرتا ہے، بقول اقبال:

سبق مِلا ہے یہ معراجِ مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

سفر معراج کی معنویت شروع سے ہی تسلیم شدہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اس واقعہ کی معنویت پر ہزاروں صفحات لکھے گئے ہیں اور اس سے حاصل ہونے والے دروس و نصائح کے بے شمار پہلوؤں کو اہل علم نے اجاگر کیا ہے، جن میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پوری انسانیت کا نبی ہونا، سابقہ تمام شریعتوں کا منسوخ ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں گہرے ربط کا ہونا، پیغامات رسول کی تصدیق کا واجب ہونا خواہ وہ خلاف عقل ہی ہوں، بیت المقدس کی حفاظت کا مسلمانوں کے ذمہ ہونا اور اخلاص کے ساتھ کی گئی کوششوں کا بارآور ہونا اہم ہیں۔

بقیہ...... بچوں کی ولادت کے بعد کرنے کے کام...... اگر ساتویں دن کسی مجبوری کی وجہ سے عقیقہ نہ کر سکے تو بھی اسے چاہئے کہ ساتویں دن بال مونڈ وادے اور اس کے برابر چاندی یا اس کی قیمت خیرات کردے۔ عقیقہ بعد میں کرے۔ امام ترمذیؒ کے ایک قول کے مطابق بہتر یہ ہے کہ اگر ساتویں دن عقیقہ نہ ہو سکے تو چودھویں دن کرے اور اگر اس دن بھی انتظام نہ ہو سکے تو اکیسویں دن کرے۔ اس کے بعد اس کی حیثیت نفل کی ہو جاتی ہے۔ عقیقہ خود مسنون ہے۔ اس لئے اسکو مستحب طریقہ ہی سے ادا کرنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص ساتویں دن، چودھویں دن اکیسویں دن کے علاوہ کسی اور دن عقیقہ کرے تو بھی عقیقہ ہو جائے گا۔ ساتویں دن عقیقہ نہیں کیا تو صرف بال منڈوادے۔ بعد میں جانور ذبح کرتے وقت پھر بال منڈوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر عقیقہ بعد میں کرے تو ساتویں دن کی رعایت رکھنا بہتر ہے۔ مختلف دنوں میں پیدا شدہ بچوں کا ایک ہی دن عقیقہ کرنا جائز ہے۔ البتہ مسنون عقیقہ ساتویں دن کا ہے۔ (تفصیل کیلئے عقیقہ کی سنت ادا کیجئے کا مطالعہ کیا جائے)

چھٹی کی رسم

یہ رسم غیر مسلموں سے سماج میں پھیلا ہے، ان کے یہاں بچہ کی پیدائش کے چھٹے روز بچہ اور زچہ کو نہلا دھلا کر پیلا کپڑا پہنایا جاتا ہے، اور سات قسم کی سبزیاں بنائی جاتی ہیں، پیلا بھات بنتا ہے اور دعوت ہوتی ہے شام کو سات شادی شدہ عورتیں ایک جگہ بیٹھ کر کھاتی ہیں اور دوسرے مہمان حسب سہولت کھانا کھاتے ہیں بچہ کو تحفہ دیا جاتا ہے اور اس دن کو بچہ کیلئے بہت اہم مانا جاتا ہے، اسی دن بچہ کا نام بھی رکھا جاتا ہے، اور اس تقریب کی خبر کے موقعہ پر میٹھی چیز لیکر محلہ میں تقسیم کی جاتی اور چھٹی کی دعوت دی جاتی ہے۔

اسلام نے اسطرح کی کسی تقریب کی تعلیم نہیں دی ہے اور نہ چھ دن میں بچہ اور زچہ کو نہلانے، اسکا نام رکھنے یا نیا کپڑا پہنانے کو اہم قرار دیا ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں روز عقیقہ کی تعلیم دی ہے، اسلئے مسلمانوں کو اس طرح کی تقریب سے بچنا چاہئے۔ اور اس رسم کی مذمت کرنی چاہئے۔

Scanned with CamScanner

مخلوط نظام تعلیم کے نقصانات

مولانا سید آصف ملی ندوی

اس وقت ملت اسلامیہ جن مسائل سے دوچار ہیں ان میں سب سے اہم اور بڑا مسئلہ تعلیم یافتہ یا زیر تعلیم مسلم بچیوں کے غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ دوستیوں، شادیوں اور ان کے ساتھ فرار ہونے کے مسائل ہیں، گذشتہ ایک مختصر عرصے کے دوران ملک کے مختلف گوشوں سے سینکڑوں مسلم بچیوں کے دین و مذہب کو خیر باد کہہ کر گھروں سے بھاگ جانے کی روح فرسا خبریں مسلسل غیرت وحمیت اسلامی کو منہ چڑا رہی ہیں اور ہم ہیں کہ اس تشویشناک صورتحال پر سوائے کف افسوس ملنے کے کچھ بھی نہیں کر پا رہے ہیں، بہت ہو گیا تو رائے زنی اور تبصروں کا ایمانی فریضہ ادا کر کے اس فتنہ کی سرکوبی کا ''مجاہدانہ کام'' انجام دے رہے ہیں، جب کہ صورت حال کی سنگینی کا تقاضہ ہے کہ ہم اس کے اسباب ومحرکات کو تلاش کر کے ان کا سدِّ باب کرنے کی کوشش کریں۔ اس کی بہت ساری وجوہات ہو سکتی ہیں جن پر مستقل ومفصل خامہ فرسائی کی جا سکتی ہے، سردست اس فتنہ کے ایک بنیادی اور اہم ترین سبب کو ذکر کرنا ہے جس کو مغرب نے اور سرمایہ دارانہ نظام اور سامراجیت کو پوری دنیا پر تھوپنے والوں نے مستقل ومنظم منصوبہ بندی کے ذریعے پوری دنیا میں رائج ونافذ کیا ہے، اور وہ ہے ہماری تعلیم گاہوں اسکولوں اور کالجوں میں رائج مخلوط نظام تعلیم (Education System-Co) جو ایک ایسا سمّ قاتل ہے جس نے ملت اسلامیہ کی نوجوان نسل کے اندر سے غیرت ایمانی اور حیا وشرافت کا جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے۔

دراصل مغرب نے اسلام اور اسلامی تعلیمات کو دنیا سے دیس نکال دینے کے لئے مسلمانوں کو زیر کرنے یا انہیں صفحۂ ہستی سے مٹانے کے بجائے تعلیم کے نام پر ان کی عقلوں اور مزاجوں کو مسخر کرنے کا کام کیا، جس کے ذریعے وہ ایک ایسی نسل تیار کرنا چاہتا تھا جو رنگ ونسل کے اعتبار سے اگرچہ مسلمان ہو، مگر افکار ونظریات اور مزاج ومذاق کے اعتبار سے پوری طرح مغرب کی فکر ونظر سے ہم آہنگ ہو۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں: ''یہ مغربی نظام تعلیم درحقیقت مشرق اور اسلامی ممالک میں ایک گہرے قسم کی لیکن خاموش قسم کی نسل کشی کے مرادف تھا، عقلائے مغرب نے ایک پوری نسل کو جسمانی طور پر ہلاک کرنے کے فرسودہ اور بدنام طریقے کو چھوڑ کر اس کو اپنے سانچے میں ڈھال لینے کا فیصلہ کیا اور اس کام کے لئے جابجا مراکز قائم کئے جن کو تعلیم گاہوں اور کالجوں کے نام سے موسوم کیا'' (مسلم ممالک میں مغربیت اور اسلامیت کی کشمکش)۔ حضرت اکبرالہ آبادی مرحوم نے فرعون کے بنی اسرائیل کے نومولود بچوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کی ظالمانہ کاروائی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا   افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

گویا فرعون ایک دقیانوس شخص تھا، اگر اس کو ہامان کی بجائے میکالے جیسا زیرک اور دور اندیش مشیر ملتا تو وہ ضرور اس سے کہتا کہ جہاں پناہ! آپ اپنی سلطنت کی بقا کے لئے ان چند سو بچوں کا گلا گھونٹ کر زمانہ بھر کی رسوائی و بدنامی کیوں اپنے سر لیتے ہو؟ اس سے تو کئی گنا بہتر ہے کہ آپ ان کے درمیان ایک ایسا نظام تعلیم رائج کر دیجئے جس کے ذریعے وہ فکری موت مر جائیں اور آپ کی حکومت وسلطنت کے لئے خطرہ نہیں بلکہ ممد ومعاون ثابت ہو۔

یہ بات ہم جانتے ہیں کہ انگریز جب ہمارے ملک پر غاصبانہ قابض ہوئے تو ان کا یہی خیال تھا کہ یہ ہندوستانی قوم اپنی تعلیم حاصل کر کے ہمارے اقتدار کے لئے خطرہ بن جائے گی، چنانچہ ان انگریزوں اور استعماری قوتوں نے اس ملک میں ایک ایسا مسموم نظام تعلیم نافذ کیا جس کے ذریعے انہوں نے ہماری نسلوں کی فکری وروحانی موت کا ایسا منظم منصوبہ تیار کیا جس کی تمام تر بنیاد انکارِ الوہیت اور خودغرضی وقوم پرستی پر رکھی گئی۔ اسلام کی نظر میں علم کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ انسان کو اپنے پیدا کرنے والے خالق ومالک کی معرفت حاصل ہو، اس کو شعور وآگہی حاصل ہو، اس کے اندر تحقیق وجستجو کی صلاحیت پیدا ہو، وہ تہذیبی اقدار سے آراستہ ہو، انسان صحیح معنی میں انسان بن جائے، اس کے اندر خود احتسابی، ایثار وہمدردی، اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا احساس پیدا ہو۔ جبکہ مغربی تعلیم کی بنیاد انکارِ الوہیت اور خودغرضی وقوم پرستی پر مبنی ہے، اس میں اپنی ذات کے لئے خود احتسابی یا دوسروں کے لئے ایثار وہمدردی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے، تہذیبی اقدار، شرافتِ نفس اور حیا وپاکدامنی کے لئے اس نظام میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا   اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم وپیچ میں الجھا ایسا   آج تک فیصلۂ نفع وضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاؤں کو گرفتار کیا   زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

مغربی نظام تعلیم اور خصوصاً مخلوط نظام تعلیم چونکہ دین فطرت اسلام کے دیئے گئے اصول وقوانین تعلیم کو نظر انداز کر کے بلکہ اس کو ختم کرنے کے مقصد سے ترتیب دیا گیا ہے، لہٰذا جہاں کہیں بھی یہ نظام تعلیم نافذ کیا گیا وہاں اس کے سنگین ومہلک اثرات ونتائج مذہب بیزاری، تہذیب واقدار سے دست برداری اور شہوت رانی وجنسی انارکی ہی کی شکل میں نمودار ہوئے ہیں، اور یہی وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے اسلامی تعلیمات میں مخلوط نظام تعلیم کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ ایسی بات نہیں ہے کہ دین اسلام تعلیم نسواں کا مخالف ہے، بلکہ وہ اجنبی مرد اور اجنبی عورتوں کو مخلوط معاشرت سے منع کرتا ہے، وہ مخلوط معاشرے کو نہ عبادات میں پسند کرتا ہے اور نہ ہی معاملات میں، اسلام تعلیم نسواں کو کتنی اہمیت دیتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ خود رسالت مآب ﷺ نے خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے ایک مخصوص دن مقرر فرمایا تھا جس میں آپ ان کو وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے، اور اگر کسی عذر کی وجہ سے آپ تشریف نہ لے جا سکتے تو آپ صحابۂ کرام میں سے کسی کو ان کی تعلیم کے لئے روانہ فرما دیا کرتے تھے۔ اسلام عورت کو اجنبی مردوں کے ساتھ عدم اختلاط اور پردے کے پورے اہتمام کے ساتھ تعلیم کی اجازت دیتا ہے، لیکن وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ صنف نازک کی نسوانیت کے تقدس کی حفاظت کو اسکی تعلیم سے کئی گنا زیادہ اہمیت دیتا ہے، وہ عورتوں کو حصول تعلیم سے منع نہیں کرتا ہے بلکہ حصول تعلیم کے ان طریقوں سے منع کرتا ہے جن کے ذریعے اس کی نسوانیت کا تقدس پامال ہوتا ہو یا اس کی عصمت کے داغدار ہونے کا خدشہ بھی پیدا ہوتا ہو، اور یہ بات بالکل روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہمارے ملک میں رائج موجودہ مخلوط نظام تعلیم ایک ایسا نظام ہے جو طلباؤ طالبات کو ہمہ وقت گمراہی وآوارگی پر ابھارتا رہتا ہے، جس کی تباہ کاریوں اور مضر اثرات کی ایک لمبی فہرست ہے جس میں سرفہرست یہ بات ہے کہ وہ ہماری نوخیز نسل اور مستقبل کے معماروں سے سب سے پہلے حیا کی آخری رمق بھی چھین لیتا ہے۔

مخلوط نظام تعلیم کی تباہ کاریوں اور اس کے مضرات کو جاننے کے لئے ہمیں سب سے پہلے یہ سمجھنا ہوگا کہ مخلوط نظام تعلیم کیا ہے، اس کا آغاز کب اور کیوں ہوا؟ مخلوط نظام تعلیم کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی مضمون کی تعلیم ایک ہی جگہ، ایک ہی وقت اور ایک ہی طریقے سے لڑکا اور لڑکی دونوں کو بلا تفریق جنس ایک ساتھ دی جائے، نہ کوئی علیحدہ نشست کا نظم ہو نہ علیحدہ کلاس کا۔ مذہب اسلام میں اس طریقۂ تعلیم کا کوئی تصور ہی نہیں ہے، یہ لعنت ہمارے پاس مغرب کی اندھی تقلید کے طفیل آئی ہے۔ اس طریقۂ تعلیم کی ابتدا سب سے پہلے ۱۷۷۴ میں امریکہ میں ہوئی، اس کے بعد ۱۸۶۷ میں فرانس میں اور ۱۹۰۲ میں انگلستان میں مخلوط تعلیم کا قانون پاس کیا گیا۔

مخلوط نظام تعلیم (Education System-Co) کے نقصانات:

۱۔ تعلیمی معیار میں گراوٹ: دنیا کا کوئی بھی کام کامل توجہ اور مکمل یکسوئی کے بغیر بحسن وخوبی انجام نہیں پا سکتا ہے، بعینہ یہی معاملہ تعلیم کا بھی ہے کہ اس کے حصول کے لئے کامل توجہ اور مکمل یکسوئی ضروری ہے۔ جبکہ مخلوط نظام تعلیم کے اداروں میں زیر تعلیم طلبا کو جس سب سے بڑا فقدان اسی ذہنی یکسوئی کا ہوتا ہے۔ وہ صنف مخالف کی توجہ حاصل کرنے کے لئے ہمہ وقت اپنے لب ورخسار، طرزِ ادا وگفتار، لباس واطوار اور اپنی چال ڈھال کو خوشنما ودیدہ زیب بنانے کے ''کارِ خیر'' میں مگن ہوتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں ذہنی یکسوئی بالکل بھی حاصل نہیں ہو پاتی ہے اور اس کا نتیجہ تعلیمی معیار کی پسماندگی اور گراوٹ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ ۲۔ خوب سے خوب تر نظر آنے کی خواہش: یہ ایک فطری بات ہے کہ اگر کسی مرد یا عورت کو یہ پتہ چل جائے کہ کوئی غیر محرم صنف مخالف اس کو دیکھ یا اس کی باتیں سن رہا ہے تو عموماً وہ شخص اس صنف مخالف کو لبھانے یا اپنی طرف راغب کرنے کے لئے خود کو خوب سے خوب تر بنا کر پیش کرنے اور اپنے آپ کو منفرد دکھانے کی کوشش کرنے لگ جاتا ہے، یہی صورت حال مخلوط نظام تعلیم میں طلباؤ طالبات کی ہوتی ہے کہ وہ تعلیم کے اوقات میں اپنے ہم جماعت ساتھیوں کی نظر میں اپنے آپ کو منفرد بنا کر پیش کرنے میں لگے رہتے ہیں اور اپنی اس انفرادیت کو برقرار رکھنے کے لئے وہ اپنا قیمتی وقت، پیسہ اور صلاحیت سبھی کچھ ضائع کرتے رہتے ہیں۔ ۳۔ دوستی وناجائز تعلقات: دین اسلام اور اس کی تعلیمات میں اجنبی مرد وعورت یا لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان دوستی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے، دین اسلام زنا اور حرام کاری کے اس چور دروازہ کو حرام قرار دیتا ہے۔ اور یہ بات بالکل عیاں ہے کہ مخلوط نظام تعلیم کے اداروں میں زیر تعلیم طلباؤ طالبات کا سب سے محبوب مشغلہ صنف مخالف میں دلچسپی لینا، ان سے مذاق ودل لگی کرنا، ایک دوسرے کی توجہ حاصل کرنے یا اپنی طرف راغب کرانے کے مواقع تلاش کرتے رہنا، نوٹس اور درسی مضامین کی یادداشتوں کے تبادلہ کے نام پر تعلقات اور دوستیاں پیدا کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ آج ان اداروں میں یہ صورت حال ہے کہ وہاں کے نوخیز اور کم سن طلباؤ طالبات کے درمیان گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ بنانے کی ملعون روایت فیشن زدہ، روشن خیال اور مہذب ہونے کی علامت بن چکا ہے۔ ۴۔ حیاء وجھجک کا ختم ہونا: مخلوط نظام تعلیم کی اس پراگندہ فضا میں جہاں طلباؤ طالبات ہمہ وقت گپ شپ، ہنسی مذاق، یاری دل لگی، اور دوستیاں وتعلقات پیدا کرنے میں لگے رہتے ہیں، سب سے بڑی زک اگر کسی چیز پر پڑتی ہے تو وہ حیا وجھجک ہے، اس ماحول میں سب سے پہلے طلباؤ طالبات کے دل ونگاہ کی پاکیزگی اور حیا وجھجک کا جنازہ نکل جاتا ہے اور اس کی جگہ بے غیرتی وبے باکی اور بے شرمی وبے حیائی ان کے رگ وپے میں سرایت کر جاتی ہے۔ ان کے آپس کے تعلقات صرف دید تک محدود نہیں رہتے ہیں بلکہ وہ دھیرے دھیرے گفت وشنید، بوس وکنار اور ہم آغوش ہوتے ہوئے وہاں تک جا پہنچتے ہیں جس کو بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہے۔

دھیرے دھیرے آپ میرے دل کے مہماں ہو گئے   پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں ہو گئے

مغرب ویوروپ (جہاں سب سے پہلے یہ نظام تعلیم نافذ کیا گیا) کی نوجوان نسل کا یہ حال ہے کہ وہاں کے اسکول و کالجس میں زیر تعلیم ۸۰ سے ۹۰ فیصد طالبات تعلیمی سال کے اختتام تک متعدد مرتبہ اپنے ہم درس لڑکوں کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کر چکی ہوتی ہیں۔ اور شاید یہی وہ صورت حال ہے جس نے علامہ اقبال سے یہ اشعار کہلوائے:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن   کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن   ہے عشق ومحبت کے لئے علم وہنر موت

۵۔ تہذیبی اقدار سے بغاوت اور خاندانی نظام کی تباہی: مخلوط نظام تعلیم کا ایک بہت بڑا نقصان یہ ہے کہ اس کی نحوست سے ہماری نوجوان نسل اسلاف اور بزرگوں کی روایات اور تہذیبی اقدار سے بغاوت کرتی جا رہی ہے، جس کی وجہ سے ہمارا خاندانی نظام تباہ وبرباد ہوتا جا رہا ہے۔ ہمارے یہ نوجوان اپنے ہم کلاس لڑکے یا لڑکی کے ساتھ تاکا جھانکی، نوک جھونک، چھیڑ چھاڑ اور گرل فرینڈ بوائے فرینڈ کرتے کرتے عشق ومحبت کی شکل میں ہوس کے اس ''اعلیٰ مقام'' تک پہنچ جاتے ہیں جہاں ایک دوسرے سے جنسی تسکین حاصل کئے بغیر انہیں قرار نہیں ملتا۔ آخر کار وہ وقت آتا ہے کہ شرم وحیا اور غیرت کے پردوں کو پوری طرح چاک کر کے لڑکیاں خود اپنے والدین کو اپنی پسند سے آگاہ کرتی ہیں، زیادہ تر والدین اپنی بچیوں کی اس پسند کو قبول نہیں کرتے ہیں، کیونکہ وہ اس لڑکے کی دینی و اخلاقی حالت سے مطمئن نہیں ہوتے ہیں، وہ سمجھ جاتے ہیں کہ اس کا مقصد محض وقتی لذت، جنسی تسکین اور لڑکی کے والدین کی مالی حیثیت سے فائدہ اٹھانا ہے۔ لڑکیاں اپنے والدین کو سمجھانے کی کوشش کرتی ہیں، اگر وہ مان جائیں تو ٹھیک ورنہ یہ لڑکیاں گھروں سے بھاگ کر اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ کورٹ میرج کر کے والدین اور پورے خاندان کی عزت کو رسوائی سے بدل دیتی ہیں۔

مخلوط نظام تعلیم کی ان تمام تر خباثتوں اور مضر اثرات کے باوجود بھی اگر لڑکیوں کو ان ہی اداروں میں اسی طرح ''روشن خیال'' اور ''مہذب'' بنانے کی دوڑ جاری رہی، اور چراغ خانہ کو شمعِ محفل بنانے کا عمل یوں ہی جاری رہا تو ڈر ہے کہ کہیں ان کے ارتداد اور ان کی عزت وناموس کی پامالی کے روح فرسا واقعات بڑھتے نہ چلے جائیں۔ لڑکیوں کو تعلیم ضرور دی جائے لیکن ایسی تعلیم جو ان کی فطرت اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیں صحیح وغلط کی سمجھ عطا فرمائے (آمین)۔

غریبوں اور محتاجوں کا بھی خیال رکھئے

ساجد حسین ندوی

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اس نے انسانی شعبہ حیات کے تمام پہلوؤں کی رہنمائی کی ہے۔اسلام نے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی پاسداری کو بھی لازمی قرار دیا ہے۔قرآن کریم کی بیشتر آیات اور احادیث شریفہ میں اس بات کی واضح ہدایات موجود ہیں۔اللہ تعالی نے جہاں اپنی عبادت و بندگی کا حکم دیا ہے، وہیں پر والدین، اعزہ واقارب اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے کو کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث ہیں جس میں حسن سلوک اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنے والوں کو نفلی روزہ رکھنے اور کثرت سے نوافل پڑھنے والوں کے برابر قرار دیا ہے۔ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

اسلام امن وسلامتی کا مذہب ہے اس نے ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے حتی کے جانوروں کے ساتھ بھی ظلم وزیادتی سے منع کیا ہے۔اسلام کی تعلیمات میں حسن اخلاق کو بڑی اہمیت حاصل ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اسلام حسن اخلاق کی بنیاد پر ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل دینا چاہتا ہے، جو ہر قسم کی مفاد پرستی، لوٹ کھسوٹ ظلم وزیادتی، ناانصافی اور اخلاقی بے راہ روی سے پاک وصاف ہو۔خلوص وصداقت، امانت و دیانت، عدل وانصاف، اکل حلال اور ایثار وہمدردی کا نمونہ ہو۔اگر ایسے معاشرہ کی تشکیل ہوگی تو نہ بھوک و پیاس کی وجہ سے کسی کو موت ہوگی اور نہ ہی اپنے بال بچوں کی پرورش وپرداخت کے لیے کوئی غلط راہ اختیار کرے گا بلکہ وہ معاشرہ دوسرے کے لیے سامان عبرت ہوگا۔وہاں غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی عزت ہوگی، کوئی ان کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔یہی وجہ ہے کہ اسلام نے حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی پاسداری کو ضروری قرار دیا ہے، بلکہ بسا اوقات حقوق العباد کی اہمیت کافی بڑھ جاتی ہے۔

لیکن آج ہمارے معاشرے میں حقوق اللہ کی پاسداری کرنے والے لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں، فرائض کی پابندی کے ساتھ کثرت سے نوافل کا اہتمام کرتے ہیں، حج اور عمرہ کرنے والوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہے، ثواب اور اپنے گناہوں کو پاک وصاف کرنے کے لیے لوگ سال سالہا حج کررہے ہیں، تاکہ ان کے سر سے گناہ اس طرح ختم ہوجائے گویا انہوں نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ہر شخص نیکی کی طرف بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتا نظر آرہا ہے۔لیکن اس کے باوجود آج ہمارے معاشرے میں بہت سے ایسے افراد موجود ہیں، جن کو ایک وقت کھانا میسر نہیں، بدن ڈھانکنے کے لیے کپڑے نہیں، رہنے کے آسمان کی چھت کے علاوہ کوئی چھت نہیں، بے یار، لاچار اور مجبور ہوکر دردر ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں کوئی ان کا پرسان حال نہیں ۔ حالانکہ قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں یتیموں اور بیواؤں کی بے شمار فضیلتیں بیان کی گئی ہیں، ان کی پرورش کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے اور جہنم سے چھٹکارے کا مژدہ سنایا گیا ہے۔قرآن کریم ارشاد خداوندی ہے۔

وہ دین حق کی دشوار گزار گھاٹی میں داخل ہی نہیں ہوا، آپ کو کیا معلوم وہ دین حق کی دشوار گزار گھاٹی کیا ہے؟ وہ غلامی اور ......محکومی کی زندگی سے کسی گردن کا آزاد کرانا ہے، اور بھوک والے دن کسی قرابت یتیم کو کھانا کھلانا ہے، یا شدید غربت کے مارے محتاج کو محض خاک نشیں اور بے گھر ہے، (بلد:۱۱-۱۲)

اس آیت کریمہ سے صاف واضح ہے کہ غریبوں اور یتیموں کی کفالت اور ان کی دیکھ ریکھ بھی ایمان کا حصہ ہے اور جہنم سے چھٹکارے کا سبب ہے۔لیکن لوگوں نے صرف نوافل کی پابندی کرنا، حج وعمرہ کرنا، سال میں ایک مرتبہ زکوۃ دے دینا اسی کو دین سمجھ رکھا ہے اور اسی پر عمل پیرا ہوکر جنت حاصل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں حالانکہ نفلی عبادتوں کے علاوہ اپنے معاشرہ کو تعلیمی اور معاشی اعتبار سے مضبوط بنانا بھی جنت داخل ہونے کا سبب ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں کتنے یتیم اور لاچار بچے ہیں جن کی عمر کاندھوں پر کتابوں کا بستہ اٹھا کر اسکول یا مدرسہ کا جانے کی ہے لیکن وہ بچے اپنی کم سنی میں اسکول یا مدرسہ کی شکل نہ دیکھ کر ہمارے لیے مزدوری کا کام کررہے ہیں، اپنے ناتواں کاندھوں پر کتابوں کا بوجھ اٹھانے کے بجائے اپنی غریبی اور لاچاری سے مجبور ہوکر گلی، کوچوں، چوراہوں اور بازاروں میں باربرداری کا کام انجام دے رہے ہیں، کاش ہم ان کی تعلیم کی فکر کرتے تو ہمارے معاشرہ کا ایک فرد تعلیم یافتہ ہوتا اور معاشرہ کی فلاح وبہبود کا ذریعہ بنتا۔لیکن ہماری خودغرضانہ ذہنیت نے سرے سے اس کو بھلا دیا ہے، ان کی تعلیم وتربیت کی فکر کرنے کے بجائے ہم نے انہیں اپنے مکانوں اور دوکانوں میں ملازمت رکھ لیا ہے۔سالہا سال حج اور عمرہ کرتے ہیں اگر ایک سال نفلی حج یا عمرہ کرنے کے بجائے ایک یتیم کی کفالت اور اس کی تعلیمی ذمہ داری کو اپنے سر لیکر اسے تعلیم یافتہ بنادیں گے تو اللہ تعالی بھی خوش ہوگا اور وہ بچہ زندگی بھر آپ کا شکریہ ادا کرے گا۔لیکن ہمیں مال وہاں خرچ کرنے میں مزہ آتا ہے جہاں ہمارا اپنا کوئی ذاتی فائدہ یا کوئی عہدہ یا نام وشہرت ملے۔

ایک بڑے عالم نے لکھا ہے کہ انسان فطری طور پر کمزور ہے اور اس کمزوری کا اثر یہ ہے کہ ہر چیز میں وہ اپنے ذاتی فائدہ کو دیکھتا ہے جس میں اس کا ذاتی فائدہ ہو وہی کرتا ہے، وہ کہتا ہے جو کچھ میں نے کمایا وہ میرا ہے اس میں کسی کا حصہ نہیں، اس کو میری ضروریات پر میری خواہشات پر، میری آسائش پر اور میری لذت نفس پر ہی خرچ ہونا چاہیے، یا کم ازکم یہ ہو کہ میرا نام بڑھے، میری شہرت ہو، میری عزت بڑھے، مجھے کوئی خطاب ملے، وغیرہ وغیرہ قریب میں کوئی یتیم بھوکا مر رہا ہے، تو میں کیوں اس کی خبر گیری کروں؟ اس کا حق اس کے باپ پر تھا کہ وہ اپنی اولاد کے لیے کچھ چھوڑ کر جاتا۔کوئی بیوہ اگر میرے محلہ میں مصیبت کے دن کاٹ رہی ہے تو مجھے کیا اس کے شوہر کو اس کا انتظام کرکے جانا چاہیے تھا۔اس عالم دین مزید اس خودغرضانہ ذہنیت کے نتائج بیان کرتے فرمایا ہے کہ: اس کے نتائج صرف اجتماعی زندگی کے لیے مہلک نہیں ہیں بلکہ آخر کار اس شخص کے لیے بھی نقصان دہ ہیں جو تنگ نظری اور جہالت کی وجہ سے اس کو اپنے لیے فائدہ مند سمجھتا ہے۔افلاس جس سوسائٹی میں عام ہو وہ طرح طرح کی خرابیوں میں مبتلا ہوتی ہے، اس کی جسمانی صحت خراب ہوتی ہے، اس میں بیماریاں پھیلتی ہیں، اس میں کام کرنے اور دولت پیدا کرنے کی قوت کم ہوتی چلی جاتی ہے، اس میں جہالت بڑھتی ہے، اخلاق گرنے لگتے ہیں۔وہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے جرائم کا ارتکاب کرنے لگتی ہے اور آخر کار نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ لوٹ مار پر اتر آتی ہے، عام بلوے ہوتے ہیں، دولت مند لوگ قتل کیے جاتے ہیں، ان کے گھربار لوٹے اور جلائے جاتے ہیں اور وہ اس طرح تباہ وبرباد ہوتے ہیں کہ ان کا نام ونشان تک دنیا میں باقی نہیں رہتا ہے۔

یہ اس معاشرہ کی حالت ہے جہاں حقوق کی پامالی کی جاتی ہے، بداخلاقی اور بے راہ روی جس معاشرے میں عام ہوتی ہے وہ معاشرہ تباہ برباد ہوجاتا ہے اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں اخلاق حسنہ کو سنوارنے کی کوشش کرنی چاہیے اس کے لیے سب سے بہترین نمونہ ہمارے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے جن کے اخلاق اللہ کو اتنے پسند آئے کہ دیگر تمام خصلتوں کو چھوڑ کر اللہ تعالی نے آپ کے اخلاق حسنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: "انک لعلی خلق عظیم" بیشک آپ عظیم الشان اخلاق پر فائز ہیں۔اتنا ہی نہیں بلکہ اللہ تعالی نے آپ کے اخلاق حسنہ کو امت کے لیے نمونہ اور آئیڈیل بنایا ہے، فرمان خداوندی ہے۔: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔لہذا ہمیں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی بھی پاسدار کرنی ہے اور اپنے اخلاق کو بہتر بنانے کی کوشش کرتی ہے تبھی ہم حقیقی مومن کہلائیں گے۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۶/۱۸۹/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بھوانی پور)

رابعہ خاتون بنت محمد مجیب مقام نارائن پور بکھا ڈاکخانہ نارائن پور ضلع بھاگلپور۔فریق اول

بنام

محمد شکیل ولد محمد معین مقام گوگری جمالپور، ڈاکخانہ جمالپور ضلع کھگڑیا۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بھوانی پور راجدھام ضلع پورنیہ میں عرصہ دس سالوں سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷/شعبان ۱۴۴۳ھ مطابق ۳۱ مارچ ۲۰۲۲ء روز جمعرات بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۵/۱۸۸/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بھوانی پور)

روبیدہ خاتون بنت ریاض علی مقام بھلوا، ڈاکخانہ سوندیب ضلع پورنیہ۔فریق اول

بنام

محمد حکومت خان چشتی ولد اشرف خان مقام ڈاکخانہ وضلع نامعلوم۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بھوانی پور ضلع پورنیہ میں عرصہ سات سالوں سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۶/شعبان ۱۴۴۳ھ مطابق ۳۰ مارچ ۲۰۲۲ء روز بدھ بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۸/۱۵۲۰/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بسوریا مغربی چمپارن)

مصر النساء بنت نصر الدین شیخ پورنیا وارڈ نمبر ۳، ڈاکخانہ پراری ضلع مغربی چمپارن۔فریق اول

بنام

محمد عمران ولد نظام الدین پورنیا وارڈ نمبر ۳، ڈاکخانہ پراری ضلع مغربی چمپارن ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بسوریا ضلع مغربی چمپارن میں عرصہ چھ ماہ سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷/شعبان ۱۴۴۳ھ مطابق ۳۱ مارچ ۲۰۲۲ء روز جمعرات وقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

جگر کے لیے نقصان دہ غذائیں

جگرانسانی جسم کا انتہائی اہم عضو ہے جوغذا کو ہضم ہونے،توانائی کے ذخیرے اور زہریلے مواد کو نکالنے کا کام کرتا ہے۔تاہم مختلف عادات یا وقت گزرنے کے ساتھ جگر کو مختلف امراض کا سامنا ہوسکتا ہے اور وائرسز جیسے ہیپاٹائٹس اے، بی اور سی سمیت دیگر جان لیوا بیماریوں کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔آپ اپنے جگر کو مختلف بیماریوں سے بچانا چاہتے ہیں تو ان صحت مند غذاؤں کو اپنالیں،جبکہ نقصان دہ کھانوں سے گریز کریں۔

سبز پتوں والی سبزیاں

اپنی پلیٹ کو سبز پتوں والی سبزیاں جیسے پالک یا ساگ وغیرہ سے جتنا بھریں گے،اتنا ہی جگر کے لیے فائدہ مند ہوگا۔یہ سبزیاں قدرتی طور پر جگر کی صفائی میں مدد دیتی ہیں۔

ہلدی

ہلدی ایسا مصالحہ ہے جو صحت کے لیے بہت زیادہ فائدہ مند سمجھا جاتا ہے،اور یہ جگر کی صحت کے لیے بھی موثر ثابت ہوتا ہے جو جگر کے خلیات کو دوبارہ بننے میں مدد دیتا ہے۔

زیتون کا تیل

صحت کے لیے فائدہ مند فیٹ یا چربی جیسے زیتون کے تیل،وغیرہ جگر کی صفائی کے لیے اچھے سمجھے جاتے ہیں۔

وٹامن سی

وٹامن سی سے بھرپور غذائیں جیسے ترش پھل وغیرہ زہریلے مواد کی صفائی کر کے جگر پر چربی چڑھنے کا خطرہ کم کرتی ہیں۔

پانی کا زیادہ استعمال

پانی کی کمی جسم میں مختلف مسائل کا باعث بنتی ہے جن میں جگر کے افعال بھی شامل ہیں۔روزانہ 8 سے 10 گلاس پانی کا استعمال جگر کی صفائی کے عمل کو بہتر بناتا ہے جو اسے امراض سے بچانے کے لیے بہت ضروری ہے۔

اومیگا تھری فیٹی ایسڈ

جنک فوڈ کا استعمال کم اور اومیگا تھری ایسڈز سے بھرپور غذا کا زیادہ استعمال جگر کی صحت کے لیے ضروری ہوتا ہے،جنک فوڈ میں موجود چربی جگر پر جم جاتی ہے جو سوجن اور دیگر عوارض کا باعث بنتی ہے جبکہ جسم کے لیے مناسب چربی اس سوجن کے خلاف جدوجہد کرتی ہے۔

اجناس کا استعمال

چینی،سفید آٹے اور پراسیس فوڈ کا استعمال کم کریں اور سبزیوں،پھلوں اور اجناس کو ان کی جگہ ترجیح دیں جو موٹاپے،ذیابیطس سمیت مختلف امراض سے تحفظ تو دیتے ہی ہیں اس کے ساتھ ساتھ جگر کو بھی صحت مند رکھتے ہیں۔

کافی

ایک تحقیق میں یہ بات سامنے آئی کہ کافی پینے کی عادت جگر کے امراض کا خطرہ کم کرنے میں مدد دیتی ہے جس کی وجہ اس مشروب میں موجود اینٹی آکسائیڈنٹس ہوتے ہیں۔تاہم 4 کپ سے زیادہ کافی پینا فائدے کی بجائے نقصان پہنچا سکتا ہے۔

مچھلی

مچھلی پروٹین کے حصول کا اچھا ذریعہ ہے جو کہ جگر کو صحت مند رکھنے کے لیے انتہائی ضروری ہے۔مچھلی سے جسم کو امینو ایسڈز اور اومیگا تھری فیٹی ایسڈز بھی ملتے ہیں جو کہ جگر میں نقصان دہ چربی کو کم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

گریپ فروٹ

یہ پھل وٹامن سی اور اینٹی آکسائیڈنٹس سے بھرپور ہوتا ہے جو جگر سے زہریلے مواد کی صفائی میں مدد دیتے ہیں۔ایک تحقیق میں بتایا گیا کہ گریپ فروٹ میں موجود اجزا ایسے کیمیکلز کو حرکت میں لاتے ہیں جو کہ جگر پر چربی چڑھنے کا خطرہ کم کرتے ہیں۔

چربی سے بھرپور غذائیں

فاسٹ فوڈ چربی سے بھرپور خوراک ہے جو جگر کو صحت مند رکھنے کے حوالے سے انتہائی تباہ کن انتخاب ثابت ہوتی ہے۔ایسی غذا کو اکثر کھانا جگر کے لیے اپنا کام کرنا مشکل ترین بنا دیتا ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ جگر میں ورم ہوسکتا ہے جو جگر کے زخم وغیرہ میں تبدیل ہوسکتا ہے۔تو فاسٹ فوڈ کا کم از کم استعمال جگر کے لیے فائدہ مند ہے۔

چینی

بہت زیادہ میٹھا کھانے کے شوق کی قیمت بھی جگر کو چکانا پڑتی ہے)ذیابیطس اور دیگر امراض کا خطرہ الگ بڑھتا ہے(،اس کی وجہ یہ ہے کہ جگر کا کام ہی شکر کو چربی میں بدلنا ہے،اگر خوراک میں مٹھاس بہت زیادہ ہوگی تو جگر بہت زیادہ چربی بنانے لگے گا جو آخر میں وہاں جمع ہونے لگے گی جہاں اسے نہیں ہونا چاہیے،طویل المعیاد بنیادوں پر یہ فیٹی لیور امراض کا باعث بنتا ہے،تو منہ میٹھا کرنے کا شوق بہت زیادہ نہیں ہونا چاہئے۔

بہت زیادہ نمک

جسم کو نمک کی ضرورت ہوتی ہے مگر اتنی زیادہ نہیں جتنی خوراک میں استعمال کی جاتی ہے۔زیادہ نمک والی غذاؤں کے نتیجے میں جگر کے امراض کی ابتدائی سطح کا سامنا ہوسکتا ہے جس سے بچنا آسان ہے یعنی نمک کا معتدل استعمال۔ نمک کا استعمال کم سے کم کریں،جو جگر کے لیے نقصان دہ ہے۔

چپس اور بیکری کی چیزیں

اگر آپ کو چپس اور بیک ہونے والے اسنیکس پسند ہیں تو یہ جان لیں کہ وہ چینی، نمک اور چربی سے بھرپور ہوتے ہیں،جن کے نقصانات آپ کے اوپر پڑھ ہی چکے ہیں،اگر بے وقت بھوک لگی ہے تو پھل اس کا زیادہ بہتر متبادل ہیں۔

الکحل

الکحل صحت کے لیے انتہائی تباہ کن ہے تو اس سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔

سرخ گوشت زیادہ کھانا

سرخ گوشت میں چربی بہت زیادہ ہوتی ہے اور اس کا زیادہ استعمال جگر کے لیے تباہ کن ثابت ہوسکتا ہے۔

کشمش

اگرچہ کشمش صحت بخش ہے مگر اس کی بہت زیادہ مقدار کا استعمال ضرور نقصان پہنچاتا ہے،جس کی وجہ اس میں موجود مٹھاس اور کیلوریز ہی نہیں بلکہ یہ جگر کو ورم کا شکار کرسکتی ہے۔تو اس کا استعمال اعتدال میں کرنا ہی بہتر ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

گھریلو تشدد ایکٹ کے تحت بہو کو مشترکہ گھر میں رہنے کا حق نہیں: ہائی کورٹ

دہلی ہائی کورٹ نے ان بزرگوں کو بڑی راحت کا راستہ دکھایا ہے جن کی پرامن زندگی بیٹے اور بہو کی ہچکچاہٹ سے پریشان ہے۔ہائی کورٹ نے واضح طور پر کہا ہے کہ اگر بہو اور والدین کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو بوڑھے والدین کو بہو کو گھر سے نکالنے کا حق ہے۔ہائی کورٹ نے کہا کہ والدین کو پرامن زندگی گزارنے کا حق ہے،جو بہو جھگڑے سے جان نہیں چھڑا سکتی اسے مشترکہ گھر میں رہنے کا حق نہیں۔ہائی کورٹ نے واضح طور پر کہا ہے کہ گھریلو تشدد ایکٹ کے تحت بہو کو مشترکہ گھر میں رہنے کا حق نہیں ہے اور اسے پرامن زندگی گزارنے کے حقدار بزرگ سسرال والوں کے ذریعے بے دخل کیا جاسکتا ہے۔جسٹس یوگیش کھنہ ایک بہو کی طرف سے سسرال کے ساتھ رہنے کے حق سے انکار کرنے والے ٹرائل کورٹ کے حکم کے خلاف دائر اپیل کی سماعت کر رہے تھے۔انہوں نے کہا کہ مشترکہ گھر کی صورت میں متعلقہ جائیداد کے مالک پر اپنی بہو کو بے دخل کرنے کی کوئی پابندی نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ موجودہ صورت میں یہ مناسب ہوگا کہ درخواست گزار کو اس کی شادی جاری رہنے تک کچھ متبادل رہائش فراہم کی جائے۔

'جی ایس ٹی' گھوٹالہ،آرجےڈی کے الزام کے بعد جانچ کا حکم

نتیش حکومت پر ریاست کی اہم اپوزیشن پارٹی آرجے ڈی نے جی ایس ٹی گھوٹالہ کا الزام عائد کیا ہے۔اس الزام کے بعد نتیش کمار کی صاف شبیہ کو جھٹکا لگا ہے۔آرجے ڈی کے سینئر لیڈر بھائی ویریندر نے الزام عائد کیا کہ دیہی ترقیاتی منصوبوں سے جڑے 1800 سے زائد ٹھیکیداروں نے حکومت کو جی ایس ٹی کی ادائیگی نہیں کی ہے۔بھائی ویریندر کا کہنا ہے کہ "وزارت برائے دیہی ترقیات نے بغیر جی ایس ٹی کاٹے ٹھیکیداروں کو پروجیکٹس کی پوری رقم کی ادائیگی کی ہے۔محکمہ کے انجینئر سمیت اعلیٰ افسران نے بل منظور کیا ہے اور ٹھیکیداروں کو ادائیگی کی منظوری دی ہے۔ہمیں پتہ چلا ہے کہ اس گھوٹالے سے 1832 ٹھیکیداروں کو فائدہ ہوا۔" آرجے ڈی لیڈر نے کہا کہ "میرا ماننا ہے کہ ان ٹھیکیداروں نے اعلیٰ افسران اور محکمہ کے متعلقہ وزیر کی ملی بھگت سے حکومت کو کروڑوں روپے کا چونا لگایا ہے۔ ٹھیکیداروں،افسران اور وزیر کے درمیان سانٹھ گانٹھ کا پتہ لگانے کے لیے اس کی گہری جانچ کی ضرورت ہے۔" اس پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے دیہی وزیر برائے ترقیات جینت راج نے ایوان کو مطلع کیا کہ وہ افسران کو اس پر غور کرنے کی ہدایت دے رہے ہیں۔وزیر کے جواب سے اپوزیشن لیڈر مطمئن نہیں ہوئے اور انھوں نے اسمبلی کے اندر جم کر ہنگامہ کیا۔اس کے بعد پارلیمانی امور کے وزیر وجے کمار چودھری نے مداخلت کی اور یقین دلایا کہ خاطیوں کا پتہ لگانے کے لیے غیر جانبدارانہ جانچ کی جائے گی۔چودھری نے کہا کہ "ٹھیکیداروں کے ذریعہ جی ایس ٹی کی ادائیگی نہیں کیے جانے کی حالت میں ہماری حکومت انھیں محکمہ کو ادائیگی کرنے کے لیے مجبور کرے گی۔

ترنمول کا 102 میونسپلٹی نشست پر قبضہ

مغربی بنگال کے اسمبلی انتخابات میں زبردست جیت کے 10 ماہ بعد حکمراں ترنمول کانگریس نے روز بلدیاتی انتخابات میں بھی تمام اپوزیشن کو چاروں خانے چت کر کے ذلت آمیز شکست دیکر ریاست کی 108 میونسپلٹی نشست میں سے 102 پر قبضہ کرلیا۔ریاستی الیکشن کمیشن کے ایک اہلکار نے اس کی تصدیق کی ہے۔ترنمول کانگریس کانتھی میونسپلٹی کو بچانے میں کامیاب رہی جو کہ اپوزیشن لیڈر اور نندی گرام سے بی جے پی ایم ایل اے سویندو ادھیکاری کا گڑھ ہے۔مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ اور ٹی ایم سی کی سپریمو ممتا بنرجی نے مغربی بنگال کے عوام کا شہری انتخابات میں ان کی پارٹی کو زبردست مینڈیٹ دینے پر شکریہ ادا کیا اور جیتنے والے امیدواروں اور حامیوں سے عاجزی کے ساتھ کام کرنے کی اپیل کی۔

ای وے بل سسٹم لانچ

محترمہ سیتارمن نے سول اکاؤنٹس ڈے کے موقع پر منعقدہ پروگرام میں اس سسٹم کو لانچ کیا۔اس سسٹم کے آغاز سے ڈیجیٹل انڈیا اور کاروبار کی آسانی کے وژن کو تقویت ملی ہے۔اس سسٹم کے ذریعے حکومت کے تمام وینڈرز اور سپلائرس اپنے بل اور کلیم کسی بھی وقت کہیں سے بھی فائل کرسکیں گے۔اس سے سرکاری دفاتر اور سپلائی کرنے والوں کے درمیان فزیکل انٹرفیس ختم ہو جائے گا۔اس سے بلوں اور دعووں پر کارروائی میں تیزی آئے گی۔ای وے بل کی تاریخ میں توسیع پر بات کرتے ہوئے وزیر خزانہ سیتارمن نے کہا کہ یہ سسٹم ایز آف ڈوئنگ بزنس اور ڈیجیٹل انڈیا ایکو سسٹم کا حصہ ہے جس سے ادائیگی کے عمل کو تیز کرنے اور اس میں شفافیت لانے میں مدد ملے گی۔اس سے شفاف،موثر اور انٹرفیس کے بغیر کاغذی ادائیگی کے نظام کو تقویت ملے گی۔

Volume:62/72,Issue:10 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا
(ساحرلدھیانوی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

مشرق وسطیٰ بارود کے ڈھیر پر

ڈاکٹر محمد عبد الرشید جنید

یمن کے حالات مزید بدتر ہوتے جارہے ہیں۔2015 سے جاری خانہ جنگی نے عام شہریوں کی زندگی کو مزید بد سے بدتر بنا کر رکھ دیا ہے۔یمن کے صدر عبدربہ منصور ہادی کے اقتدار کے خلاف حوثیوں نے2015 میں بغاوت کر کے انہیں دارالحکومت صنعا کو چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔صدر نے صنعا سے یمن کے دوسرے بڑے شہر عدن کو اپنا دارالحکومت بنایا تھا اور اس وقت سعودی قیادت سے درخواست کی تھی کہ وہ حوثی بغاوت کو کچلنے کیلئے انکی مدد کریں۔سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات و دیگر عرب ممالک کے اتحاد نے یمن کے صدر عبدربہ منصور ہادی کی تائید وحمایت کرتے ہوئے انہیں ہرممکن تعاون فراہم کرنے کی کوشش کی اور یہ سلسلہ لگاتار جاری ہے۔

دوسری جانب ایران کے حمایت یافتہ حوثی باغی عرب اتحاد کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کی بجائے سینہ تان کر ان کا جواب دے رہے ہیں۔اس کی ایک کڑی گذشتہ دنوں کو متحدہ عرب امارات پر کیا گیا ڈرون حملہ ہے۔حوثی باغیوں اور عرب اتحاد کے بیچ یمن کے عام شہری انتہائی تباہ کن صورتحال سے دوچار ہیں۔ایرانی حمایت یافتہ حوثی باغیوں اور سعودی اتحادی افواج کی کارروائیوں میں آئے دن اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔حوثیوں کی جانب سے سعودی عرب کے مختلف شہروں پر ڈرون حملے یا میزائل وراکٹ حملے کیے جاتے رہے ہیں تو دوسری جانب عرب اتحاد حوثی باغیوں کے ٹھکانوں اور تنصیبات کو تباہ کرنے کے نام پر یمن کے مختلف علاقوں پر حملے کرتے ہیں۔اس طرح دونوں کے درمیان جاری اس جنگ میں معصوم شہریوں کی ہلاکت ہورہی ہے۔معاشی طور پر یمن پہلے سے ہی سخت بحران کا شکار ہے اور اس جنگ نے مزید انسانی بحران پیدا کر دیا ہے۔اس مرتبہ حوثی باغیوں نے اپنے ڈرون حملے کا رخ سعودی عرب کی بجائے متحدہ عرب امارات کے شہر ابوظہبی کی جانب کر دیا،اس سے قبل بھی متحدہ عرب امارات کے دیگر مقامات پر حوثی باغیوں کی جانب سے حملے ہوتے رہے۔اس مرتبہ حوثی باغیوں نے ابوظہبی پر ڈرون حملہ کر کے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ وہ سعودی اتحادی افواج کی کارروائیوں کا مقابلہ کرنے کی بھرپور طاقت رکھتے ہیں۔یہی نہیں بلکہ حوثی باغیوں نے متحدہ عرب امارات پر مزید حملوں کی بھی دھمکی دی ہے۔متحدہ عرب امارات سعودی سربراہی میں قائم اس فوجی اتحاد کا حصہ ہے جو یمن میں حوثی باغیوں سے برسرپیکار ہے۔سمجھا جارہا ہے کہ متحدہ عرب امارات پر حوثی باغیوں کی جانب سے ڈرون حملہ کرنے کی ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ10 جنوری کو متحدہ عرب امارات کی حمایت یافتہ یمنی فورسز نے حوثیوں سے تیل کی دولت سے مالا مال صوبے شبوا پر قبضہ کرنے کا اعلان کیا تھا۔متحدہ عرب امارات نے یمن کی حوثی مخالف فورسز کو ہتھیار فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ تربیت بھی دی ہے۔ماضی میں حوثی باغیوں کی جانب سے سعودی عرب کے خلاف میزائل اور ڈرون حملے کیے جاچکے ہیں ۔لیکن متحدہ عرب امارات پر ایسے حملے کم ہی ہوئے ہیں۔اکثر یو اے ای ایسے حملوں کی تردید کرتا ہے۔یمن کے حوثی باغیوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر متحدہ عرب امارات یمن کے خلاف جارحانہ اقدامات سے باز نہیں آیا تو مزید فضائی حملے کیے جاسکتے ہیں۔

ان حملوں کے بعد حوثی باغیوں کے ترجمان کی جانب سے تنبیہ کی گئی ہے کہ عام شہری اور بین الاقوامی کمپنیاں متحدہ عرب امارات میں واقع اہم تنصیبات سے دور رہیں،جہاں مستقبل میں مزید حملے کیے جاسکتے ہیں۔جیسا کہ اوپر بتایا جاچکا ہے کہ متحدہ عرب امارات کی ریاست ابوظہبی میں روز بندرگاہ کے علاقے میں تین آئل ٹینکروں میں دھماکوں سے ایک پاکستانی اور دو ہندوستانی شہری ہلاک جبکہ چھ افراد زخمی ہوئے تھے۔ان دھماکوں کے فوراً بعد اسے مبینہ طور پر حوثی باغیوں کی جانب سے کیے جانے والے ڈرون حملوں کا نتیجہ قرار دیا گیا تھا جسے بعد میں حوثی باغیوں نے قبول کرلیا کہ یہ ان ہی کی کارروائی کا نتیجہ ہے۔متحدہ عرب امارات کی وزارت خارجہ نے اس حملے کے بعد اپنے ایک بیان میں حوثی باغیوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس کی سزا ضرور دے گی اور متحدہ عرب امارات اس دہشت گرد حملے کے خلاف جوابی کارروائی کا حق رکھتا ہے۔

عرب امارات میں ہونے والی ہلاکتوں کے فوراً بعد سعودی عرب کی سربراہی میں قائم فوجی اتحاد، جس کا متحدہ عرب امارات بھی حصہ ہے،کی جانب سے یمن کے دارالحکومت صنعا پر فضائی حملے کیے گئے جہاں حوثی باغیوں کا قبضہ ہے۔یمن کے حوثی باغیوں کے فوجی ترجمان کی جانب سے عرب امارات میں حملے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس میں پانچ بیلسٹک میزائل اور ڈرون استعمال کیے گئے تھے۔ابوظہبی پولیس کے مطابق ابتدائی تحقیقات میں معلوم ہوا ہے کہ حادثے کے مقام پر ممکنہ ڈرون کے حصے ملے ہیں۔جس مقام پر آگ لگی وہ تیل کی ریاستی کمپنی ابوظہبی نیشنل آئل کمپنی (اڈنوک) کے تیل کے ذخائر کے قریب واقع ہے۔ابوظہبی کی بندرگاہ کے علاوہ ایئرپورٹ کے علاقے سے بھی آتشزدگی کی اطلاعات ملی تھیں۔خبر رساں ادارے روئٹرز کے مطابق پولیس کا کہنا ہے کہ ابوظہبی پورٹ کے نزدیک مصفح آئی کیڈ فری کے علاقے میں تین آئل ٹینکرز دھماکے سے پھٹ گئے تھے جس سے آگ بھڑک اٹھی۔

حالیہ کشیدگی کے باعث خطے کی سکیورٹی صورتحال مزید بدتر ہوسکتی ہے اور یمن میں جاری جنگ میں شدت آسکتی ہے اور ایران کی حمایت یافتہ حوثی باغی سعودی اتحاد کی جانب سے کی جاری اس کارروائی کا سخت جواب دے سکتے ہیں۔حوثیوں کی جانب سے متحدہ عرب امارات پر کیے جانے والے حملے کی عالمی سطح پر مذمت کی گئی اور اسے بزدلانہ کارروائی قرار دیا گیا۔اسکے بعد سعودی اتحاد نے حوثی باغیوں کے اہم ٹھکانوں اور تنصیبات پر ڈرون حملے کئے ہیں۔

عرب نیوز کے مطابق سعودی عرب کی وزارت خارجہ نے ابوظہبی حملے کی مذمت کرتے ہوئے متحدہ عرب امارات کی سکیورٹی اور استحکام کو یقینی بنانے کیلئے مکمل تعاون کا اعادہ کیا ہے۔وزارت خارجہ کے بیان کے مطابق یہ دہشت گردانہ حملہ، جس کیلئے حوثی باغی ذمہ دار ہیں،اس گروپ کی جانب سے خطے اور دنیا کے امن،سلامتی اور استحکام کیلئے درپیش خطرے کی نشاندہی کرتا ہے۔ذرائع ابلاغ کے مطابق عرب اتحاد نے اپنی ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ گزشتہ چوبیس گھنٹوں کے دوران یمن میں حوثیوں کے 64 ٹھکانوں پر حملے کیے گئے جس میں لگ بھگ 280 دہشت گرد ہلاک ہوئے ہیں سبق ویب سائٹ کے مطابق عرب اتحاد نے فوجی آپریشن کے حوالے سے مزید کہا ہے کہ یمن کے صوبے مارب میں حوثیوں کے متعدد ٹھکانوں پر 39 حملے کیے ہیں جن میں 21 گاڑیاں تباہ اور درجنوں حوثی دہشت گرد ہلاک ہوئے ہیں۔عرب اتحاد کا کہنا ہے کہ حوثیوں کے ٹھکانوں پر آپریشن کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔روزانہ کی بنیاد پر فوجی آپریشن کے حوالے سے میڈیا کو آگاہ کیا جاتا رہے گا۔

اسی طرح مزید کارروائیاں کرتے ہوئے عرب اتحاد نے کہا ہے کہ حوثیوں کے خلاف ٹارگٹڈ آپریشن میں حوثیوں کا بڑا کمیونی کیشن سینٹر اور گودام تباہ کر دیا گیا ہے۔عاجل ویب سائٹ کے مطابق عرب اتحاد کی جانب سے جاری بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ اتحادی فورسز کے فضائی یونٹ نے صنعا کے علاقے "جبل النھدین شعب" میں حوثیوں کے گوداموں اور کمیونی کیشن سینٹر کو تباہ کر دیا ہے۔یہ اس علاقے میں حوثیوں کے مضبوط ٹھکانے تصور کیے جاتے ہیں۔

عرب اتحاد کا کہنا ہے کہ انہیں تباہ کرنے کیلئے ڈرونز کا استعمال کیا گیا۔عرب اتحاد نے زور دے کر کہا ہے کہ حوثیوں کے مختلف کیمپوں پر بھی فضائی حملے کیے گئے۔دریں اثنا سبق ویب سائٹ کے مطابق عرب اتحاد نے اس دوران ایک اور بیان میں بتایا کہ گزشتہ چوبیس گھنٹوں کے دوران فورسز نے مارب میں 17 ٹارگٹڈ آپریشن کیے۔آپریشنز میں حوثیوں کی 9 عسکری گاڑیاں تباہ اور 80 دہشت گرد ہلاک ہوئے۔العربیہ نیٹ کے مطابق عرب اتحاد کا کہنا ہے کہ اس کی فضائیہ گزشتہ 24 گھنٹوں سے یمنی دارالحکومت صنعا میں کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔

ذرائع ابلاغ کے مطابق فورسز نے الجوف گشتری میں حوثی باغیوں کے بیلسٹک میزائل لانچنگ پیڈ کو تباہ کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔بتایا جاتا ہے کہ یمن میں ایران نواز حوثی باغیوں نے یمن کی گشتری "الجوف" میں بیلسٹک میزائل لانچ کرنے کیلئے اڈہ قائم کیا ہوا تھا جہاں سے وہ میزائل حملے کیا کرتے تھے۔اتحادی فورس کی ایئرکمان نے لانچنگ پیڈ کے مقام کی نشاندہی کرتے ہوئے ٹارگٹڈ آپریشن کیا اور اسے تباہ کر دیا۔بتایا جاتا ہے کہ اس سے قبل عرب اتحادی فورسز نے صنعا میں مقیم شہریوں سے کہا تھا کہ وہ حوثیوں کے کیمپوں سے دور رہیں۔عرب اتحاد نے حوثیوں کے نئے حملوں کو روکنے اور آپریشن کے حوالے سے ویڈیو بھی جاری کی ہے۔ان حملوں کے نتیجے میں عالمی سطح پر تیل کی قیمتوں میں اضافہ کا امکان بتایا جارہا ہے۔ذرائع ابلاغ کے مطابق متحدہ عرب امارات پر حوثیوں کے حملے کے بعد تیل کی رسد میں ممکنہ رکاوٹوں کے پیش نظر تیل کی قیمت میں ایک ڈالر کا اضافہ ہوا ہے جو کہ گذشتہ سات سال میں ہونے والا سب سے بڑا اضافہ بتایا جارہا ہے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے،تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں،اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں،موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں،رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988